رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

ان الله لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسهم

تاریخہاے اشاعت - ۷، ۱۴، ۲۱، ۲۸

شرح قیمت جو حال مین پیشگی لی جائیگی

(۱) عوام سے

(۲) خواص سے

(۳) ہندوستان سے باہر

(۴) غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم با تو گر آئی جہاد قادیان بینی * دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

نمبر ۴ قادیان دارالامان ۲۸ جنوری ۱۹۱۰ء مطابق ۱۵ محرم الحرام ۱۳۲۸ھ جلد ۱۳

ترجمة القرآن

ای بخبر بخدمت قرآن کمر ببند * زان پیشتر کہ بانگ بر آید فلان نماند

قرآن مجید کے مطالب اور معانی کو آسان طور پر سمجھانے کے لیئے یہ ترجمة القرآن کا سلسلہ جاری کیا ہے اور یہ التزام کیا گیا ہے کہ ہر مہینے کم از کم ایک پارہ ضرور شائع ہوجاوے متن کے نیچے سلیس اردو ترجمہ دیا ہے اور ترجمہ ایسا معنی خیز ہے کہ معمولی اردو خوان بھی اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے حاشیہ مین تفسیری نوٹ ہین جس سے قرآن مجید کی عظمت اور دلائل نبوت کو پیش کرنا مقصود رکھا گیا ہے حقایق و معارف قرآنی کو ایسے طور پر بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ موجودہ زمانہ کے فلسفی اور سائنسدان بھی حظ اٹھائین ترجمہ اور نوٹون مین حضرت خلیفة المسیح کے درس قرآن مجید اور حضرت مسیح موعودؑ کی تصانیف کو مد نظر رکھا گیا ہے اس وقت تین پارے شایع ہو چکے ہین قیمت ہر سہ (تین روپیہ)

پتہ تمام
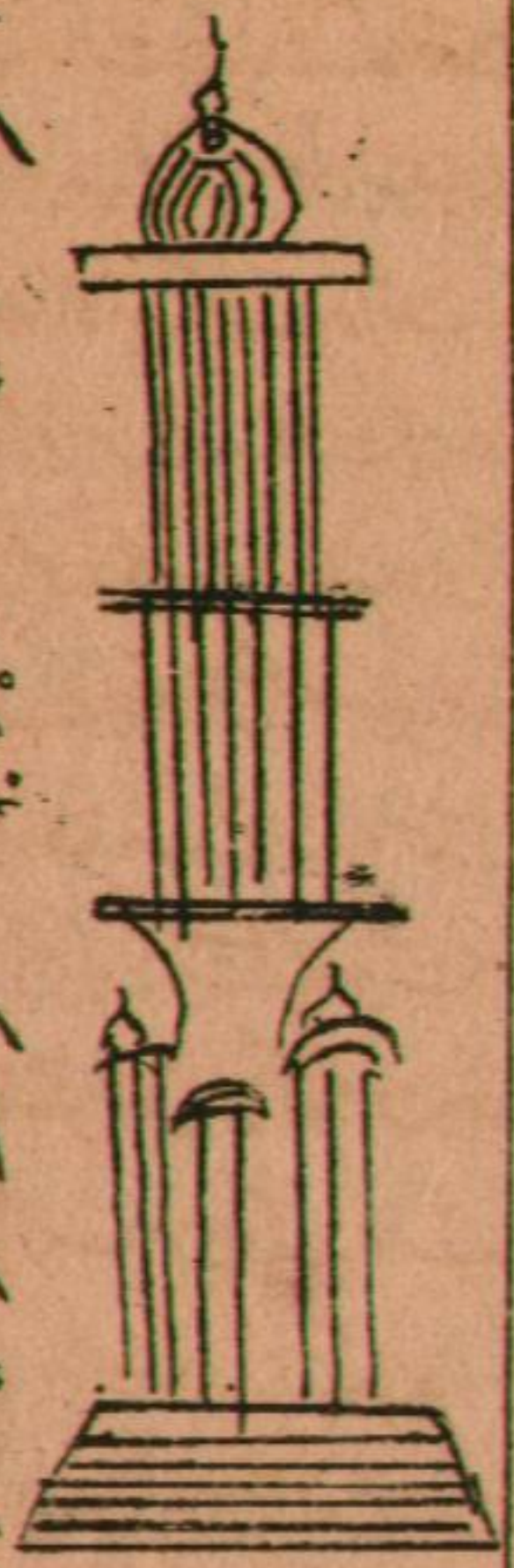
تصوف کا خزانہ معرفت اور حقایق کا گنجینہ

یعنی

مکتوبات احمدیہ جلد اول

حضرت حجة الله جری الله فی حلل الانبیا مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام کی چھبیس ۲۶ سال پیشتر کے عجیب غریب مکتوبات کا مجموعہ جو نہایت محنت اور کوشش سے جمع کر کے چھاپے گئے ہین - یہ مکتوبات بڑے بڑے عظیم الشان مسایل تصوف کا حل اپنے اندر رکھتے ہین اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام کی پاک سیرة کے اسرار کے امین ہین مین دعوے سے کہتا ہوں کہ کوئی ان کو پڑھے اور گرویدہ نہ ہو جائے یہ مجموعہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے اور موتیوں کے برابر تولنے مین بھی سستا ہے - باین قیمت صرف ۱۲ مجلد -

دوسری جلد مین حضرت خلیفة المسیح کے مکتوبات طبع ہونگے اور بحمد الله وہ میرے پاس وہ سامان جمع ہے -

درخواستین یعقوب علی تراب ایڈیٹر الحکم کے نام آنی چاہیئن

ذمہ ہے۔ کہ اُن اغراض اور پاک مقاصد کی تکمیل کے وسایل اور ذرائع پر غور کریں۔

ذریعہ تحریر و تقریر

موجودہ زمانہ کے لحاظ سے یہ کام دو طرح پر ہو سکتا ہے۔ ۱۔ تصنیف و تالیف۔ جس کا نام ہے ذریعہ تقریر۔ ۲۔ خطبے اور لیکچر جس کا نام ہے ذریعہ تقریر۔ اصول اسلام کی رو سے یہ تو ہو نہیں سکتا۔ کہ ساری قوم اس کام میں لگ جاوے۔ اور نہ ہی ساری قوم اس قابل ہے۔ اب یہ دو ذریعے ہیں اور

قوم کو کس قسم کے آدمیوں کی ضرورت ہے؟

اس کے لیے ضرورت ہے ایک ایسے گروہ کی۔ ۱۔ جن میں سچی پاکیزگی ہو۔ ۲۔ اسلام کی تعلیم اور اس کے طریق سے آگاہ ہوں۔ ۳۔ حقائق دین اور علوم اسلامی سے باخبر ہوں۔ ۴۔ اتمام حجت اور ابطال باطل کی راہ سے واقف ہوں۔ ۵۔ اُن میں اس قابلیت کے علاوہ حق کے پھیلانے کا جوش ہو۔ ۶۔ اور پھر یہ کہ ہر ملک کے لئے ایسے لوگ اس میں ہوں۔ جماعت میں بہت ہیں۔ جن میں پاکیزگی کی روح ہے۔ بہت ہیں جن کی فطرت میں حق کا جوش ہے۔ مگر یہ کہ اس کے ساتھ دوسرے ضروری صفات بھی ان میں موجود ہیں ایسی تعداد قوم میں بہت کم۔

بیشک ہماری قوم میں بہت سے پُرجوش اور مخلص موجود ہیں۔ اور ہمیں اس سے ہرگز انکار نہیں ہے اور اس میں بھی شبہ نہیں۔ کہ وہ اپنے اپنے مقاموں پر اپنے اپنے دائرہ کے اندر کام بھی کرتے ہیں۔ مگر یہ کہ وہ حقائق دین اور علوم سے ایسے واقف ہیں۔ کہ اس ملک یا دوسرے ملکوں میں تبلیغ دین اور اتمام حجت کا فرض ادا کر سکیں۔ یہ قابلیت اُن میں ہرگز نہیں پائی جاتی۔

ایسے آدمی کہاں سے آویں؟

اب ایسے لوگوں کی جن کی ضرورت کے لحاظ سے ہماری قوم کو سخت حاجت ہے کافی تعداد وہم پہنچے تو کہاں سے؟ سو اس کا جواب یہ ہے کہ ایسے لوگ قوم سے پیدا ہوں۔ اور قوم ان کو پیدا کرے۔ اگر قوم میں اس وقت ایسے لوگ پیدا نہ ہوئے۔ اور نہ قوم نے اس طرف توجہ کی۔ تو ممکن نہیں کہ قوم کا قدم روز بروز پیچھے نہ ہٹے۔ اور کبھی نہ ہو گا کہ ہماری قوم مذہبی دُنیا میں معراج ترقی پر پہنچے۔ تم کہو گے۔ کیوں؟ اس لئے کہ جب تم میں اس جوش کے وقت ایسے آدمی تیار نہیں کئے جاتے۔ جن پر تمہاری روحانی زندگی اور دنیوی ترقی موقوف ہے۔ اور اس وقت میں جب کہ تمہیں ایسے لوگوں کے پیدا کرنے کی سخت ضرورت ہے۔ تمہیں اس کی پرواہ نہیں۔ تو بتاؤ۔ کیا تمہاری آئندہ نسلیں تم سے زیادہ پُرجوش ہوں گی۔

خطرۂ قومی

ہماری قوم نے اگر دینی علوم کے ماہروں کے پیدا کرنے کی طرف اس وقت توجہ نہ کی۔ اور جو رفتار اس وقت ہے۔ اسی کو کافی سمجھا۔ تو علاوہ اس کے کہ اُس بڑی ترقی کو نہ پا سکیں گے۔ عنقریب کچھ تو بوجہ امتداد زمانہ کے جب یہ جوش سرد پڑ جاویں گے اور کچھ بوجہ اس کے کہ موجودہ حالت میں کام کرنے والے اپنا کوئی جانشین نہ چھوڑیں گے۔ مجھے خطرہ ہے۔ کہ ان کے مذہبی عروج کے بجائے دُشمن موقعہ پا کر ان کو معدوم کرنے کی کوشش نہ کریں۔ اسی سہو کا نتیجہ ہے۔ کہ ہماری قوم میں جو لائق سمجھے جاتے ہیں۔ وہ مرتے ہیں۔ مگر اُن کا کوئی جانشین قائم نہیں ہوتا۔ کیسے غم کی بات ہے۔ کہ غیر ملکوں کے لئے تو کیا خاص اس ملک ہند اور پنجاب کے لئے ایسے آدمیوں کی ضرورت ہے۔ اور وہ نہیں ملتے۔

ہائی سکول

ممکن ہے۔ کہ بعض لوگ یہ خیال کریں کہ کیا قادیان کا تعلیم الاسلام مدرسہ ایسے آدمی نہیں پیدا کر رہا۔ اور کیا اس قدر لمبے عرصہ میں اُس نے کوئی ایسی جماعت تیار نہیں کی۔ سو ایسے اصحاب کی خدمت میں میں نہایت ادب سے عرض کرتا ہوں کہ قادیان کے سکول نے ایک حد تک کام کیا ہے۔ مگر ایسی تو کوئی جماعت تیار نہیں کی۔ اور نہ آئندہ اس سکول سے ایسے کثیر آدمیوں کے پیدا ہونے کا یقین کیا جا سکتا ہے میں اس بات کو مانتا ہوں۔ کہ ہائی سکول کے بچوں کا یہ رہنا اُن کے لئے کئی طرح کے فوائد کا موجب ہے۔ مگر جو کچھ قومی حیثیت سے اس سکول پر خرچ ہو رہا ہے۔ کیا اُس کے مقابلہ میں اس کے برابر قومی مفاد حاصل ہو رہا ہے؟ قادیان کا موجودہ مدرسہ ایک ہائی سکول ہے۔ جس میں بالکل اُسی رنگ میں تعلیم دی جاتی ہے۔ جیسے اور دیگر سرکاری مدارس میں۔

دینی مدرسہ ہوتا

اگر اس ہائی سکول کے بجائے کوئی دینی مدرسہ ہوتا۔ اور جو ہزار روپیہ ماہوار اس پر خرچ ہو رہا ہے۔ اُس پر صرف ہوتا۔ اگر منشاء الٰہی ہوتا تو اُمید ہوتی۔ کہ علماء کی جماعت نکلے گی۔ میری منشاء اس سے کسی پر اعتراض اور نکتہ چینی کرنا ہرگز نہیں اور نہ میں کسی پر اعتراض کرنا چاہتا ہوں۔ اور نہ میرا ایسا مقام ہے۔ کہ کسی پر اعتراض کر سکوں۔ میں اس بات کو مانتا ہوں۔ کہ آپ لوگوں نے اپنے جگر گوشوں کو اپنے سے علیحدہ کیا اور بہت سا مال و دولت بھی اس راہ میں خرچ کیا اور انجمن نے بھی بہت ہی دیانت اور امانت سے دیا ہوا روپیہ خرچ کیا۔ مگر یہ کہوں گا۔ کہ کیا آپ لوگوں نے محض کسی خالص دینی مدرسہ میں تعلیم پانے کے لئے بچوں کو بھیجا یا کیا صرف کسی اسلامی تعلیم کے لئے روپیہ دیا؟ بلکہ کئی سال ہوئے۔ ایک شاخ دینیات قائم ہوئی۔ اور حضرت کا دلی منشاء تھا۔ کہ اُس کو ترقی دی جاوے اور محض تعلیم دین کے لئے حضور نے اپنے صاحبزادہ شریف احمد سلمہٗ کو اس میں داخل بھی کیا۔ تاکہ اس کی طرف قوم کی خاص توجہ ہو۔ مگر افسوس ہے۔ کہ آج اُس کی حالت بھی نزع میں ہے اور خرچ کے لئے روپیہ نہیں ملتا۔

اس بیان کے بعد کہ ہماری قوم کو کس قسم کے آدمیوں کی فی الواقع ضرورت ہے۔ مختصر طور پر اس امر کا جواب دینا بھی ضروری ہے۔ کہ پھر ایسے لائق آدمی کیونکر پیدا ہو سکیں اور اس کی کیا صورت ہے؟ سو اس کی صورت بجز اس کے اور کوئی نہیں کہ ہماری قوم ایک ایسا جامع دینی مدرسہ خود بنائے۔ جس میں ایسے لوگ تیار ہو سکیں۔ اس مدرسہ کی سکیم[۵] اور دیگر متعلقہ امور میں پڑنا

۵؎ حضرت خلیفۃ المسیح نے اسی روز جبکہ قوم کے لوگوں نے یہ لکھ کر حضور کے سامنے پیش کیا۔ کہ "آپ کا فرمان ہمارے واسطے آئندہ ایسا ہی ہو گا۔ جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا تھا"۔ آپ نے اپنی پہلی تقریر میں ہی فرمایا تھا۔ کہ "تعلیم دینیات اور دینی مدرسہ کی تعلیم میری مرضی اور منشاء کے مطابق کرنا ہو گی۔" منہ

اُس وقت سے پہلے کہ قوم متفقہ رائے سے اس مدرسہ کی ضرورت تسلیم کرکے اُس کی تائید کے لئے نہ کھڑی ہو جاوے۔ ایک قبل از وقت بحث ہوگی۔ اگر ہماری قوم چاہتی ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود کے نیک مقاصد اور آپ کے نیک منشاؤں کی تکمیل ہو۔ تو ضروری ہے۔ کہ قوم بالاتفاق اس مدرسہ کے بنائے جانے کی سخت ضرورت تسلیم کرے گی۔ اب دیکھا جاوے گا۔ کہ کسقدر پُرجوش لوگ اس میں حصّہ لینے کی کوشش کرتے ہیں۔ چاہیئے کہ تمام لوگ اپنی اپنی راؤں کو جو دینی مدرسہ کے متعلق ان کی ہوں۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں مفصل طور پر لکھ کر بہت جلد روانہ کرنے کی کوشش کریں۔ یاد رکھو۔ جب تک قوم کے لوگ جو خلیفۃ المسیح کے لئے بمنزلہ جوارح کے ہیں۔ آپ کو اپنے مافی الضمیر سے مطلع نہ کریں گے تب تک کسی ایسے دینی مدرسہ کا قادیان میں قائم ہونا بالکل ناممکن ہے۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی مدنظر رہے۔ کہ اس قسم کے دینیہ مدرسہ کے صرف تجویز کر دینے اور محض اس کی ضرورت تسلیم کر لینے سے ایسے آدمی تیار نہیں کئے جاسکتے۔ بلکہ اس کے لئے ضرورت ہے :۔

۱۔ ایسے تعلیم پانے والے آدمیوں کی۔

۲۔ اور ضرورت ہے ایسے مال و دولت کی۔

جب تک یہ دونوں چیزیں قوم قربان نہ کرے گی۔ ایسے لوگوں کا پیدا ہونا مشکل ہے۔ میں یہ جانتا ہوں۔ کہ ہر ایک شخص ایسا نہیں کر سکتا۔ اور نہ ایسا ہو سکتا ہے۔ کہ قوم کے سارے بچے اور سارا مال اسی راہ میں صرف ہو۔ جہاں ہم کو ایسے آدمیوں کی ضرورت ہے۔ جن کا ذکر میں اوپر کر آیا ہوں۔ دوسری طرف یہ بھی ضرورت ہے۔ کہ قوم آسودہ حال ہو۔ اور قوم میں بکثرت ایسے لوگ بھی ہوں۔ جو ضروریات دین اور ضروریات قوم میں اپنے مال و دولت کو نثار کر سکیں۔

مگر جو لوگ ایسا کر سکتے ہیں۔ وہ ضروریات دین و قوم پر نظر کرکے اچھا کرنے کے لئے ضرور قدم بڑھائیں۔ قوم کے بعض لوگ خیال کریں گے۔ کہ قوم میں اتنی طاقت اور قوت نہیں۔ کہ ان سب اخراجات کی برداشت کر سکے۔ میں اُن کی خدمت میں عرض کرونگا۔ کہ اگر درحقیقت ایسے مدرسہ اور ایسے لوگوں کے تیار کرنے کی قوم کے لئے ضرورت ہے۔ تو ضرور ہے۔ کہ قوم اس خرچ کو بھی برداشت کرے جب ہزارہا روپیہ ماہوار قوم ایسے ہائی سکول کے لئے دیتی ہے جس کے متعلق حضرت امام مسیح موعود و مہدی مسعود کی یہ رائے ہے۔ جس کو میں حضور کے اپنے الفاظ میں بلاتصرف نقل کرتا ہوں۔ تو کیا اس خالص دینی مدرسہ کے لئے قوم کی جیب میں روپیہ نہیں ہوگا۔ سُنئے حضرت کیا فرماتے ہیں :۔

ہائی سکول قادیان کے متعلق حضرت اقدسؑ کیا فرماتے ہیں؟

”میں یہ بھی جانتا ہوں۔ کہ جو لڑکے اس مدرسہ میں پڑھیں گے۔ وہ نسبتاً کچھ نہ کچھ سچائی اور دینداری اور پرہیزگاری اور نیک چلنی کی راہ سیکھیں گے۔ لیکن اُن میں اور ہم میں بڑے بڑے پہاڑ اور کانٹے اور شور دریا ہیں۔ بہت تھوڑے ہیں۔ جو اُن کو چیر کر ہم تک پہنچ سکتے ہیں۔ ورنہ عموماً پڑھنے والے اپنی دُنیا کے لئے مر رہے ہیں۔ اور اس گتے کی مانند ہیں۔ جو ایک دفن کئے ہوئے مردے کی مٹی اپنے پیروں سے کھودتا ہے۔ اور جب وہ مردار ننگا ہو جاتا ہے۔ تو وہ اُسے کھا جاتا ہے۔ اسی طرح ان پڑھنے والوں میں بڑا گروہ تو ایسا ہی ہے۔ کہ اس مردار کی تلاش میں ہیں۔ اور جب وہ مردار اُنہیں مل گیا۔ تو پھر ہم کہاں اور وہ کہاں[۱]۔ مشکل یہ ہے۔ کہ جس کو ذرا سی استعداد ہوتی ہے۔ وہ دُنیا کی طرف جُھکتا ہے۔ ابھی تک یہی حال ہے جو مدرسہ سے نکلتا ہے۔ اُس کو یہی امور پیش آتے ہیں مدرسہ کی حالت دیکھکر دل پارہ پارہ اور زخمی ہوگیا۔ علماء کی جماعت فوت ہو رہی ہے۔ مولوی عبدالکریم کی قلم ہمیشہ چلتی رہتی تھی۔ مولوی برہان الدین فوت ہو گئے اب قائمقام کوئی نہیں۔ جو عمر رسیدہ ہیں۔ اُن کو بھی فوت شدہ سمجھیئے۔ دوسرا جیسا کہ خدا چاہتا ہے۔ کہ تقویٰ ہو۔ اُس کی تخمریزی نہیں ہوئی۔ یہ اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ ورنہ اچھے آدمی مفقود ہو رہے ہیں۔ ہزارہا روپیہ جو قوم کا جمع ہوتا ہے۔ وہ ان لوگوں کے لئے خرچ کیا جاتا ہے۔ جو دنیا کے بنتے ہیں۔ یہ حالت تبدیل ہو کر ایسی حالت ہو۔ کہ علماء پیدا ہوں۔ علم دین میں برکت ہے۔ اس سے تقویٰ حاصل ہوتی ہے۔ بغیر اس کے شوخی بڑھتی ہے۔ نبوی علم میں برکات ہیں۔ لوگ جو روپیہ بھیجتے ہیں۔ لنگر خانہ کے لئے یا مدرسہ کے لئے۔ اس میں اگر بے جا خرچ ہوں۔ تو گناہ کا نشانہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے تدبیر کرنے والوں کی قسم کھائی ہے۔ والمدبرات امراً۔ میں تو ایسے آدمیوں کی ضرورت سمجھتا ہوں۔ جو دین کی خدمت کریں۔ میرے نزدیک زبان‌دانی ضروری ہے۔ انگریزی پڑھنے سے میں نہیں روکتا۔ میرا مدعا یہ ہے۔ اور میں نے پہلے بھی سوچا ہے۔ اور جب سوچا ہے۔ میرے دل کو صدمہ پہنچا۔ کہ ایک طرف تو زندگی کا اعتبار نہیں۔ جیسا کہ خدا کی وحی قرب اجلک المقدر سے ظاہر ہوتا ہے۔ دوسرا اس مدرسہ کی بناء سے غرض یہ تھی۔ کہ دینی خدمت کے لئے لوگ تیار ہو جاویں۔ یہ خدا تعالیٰ کا قانون ہے پہلے گذر جاتے ہیں۔ سو دوسرے جانشین ہوں۔ اگر دوسرے جانشین نہ ہوں۔ تو قوم کے ہلاک ہونے کی جڑ ہے۔ مولوی عبدالکریم اور دوسرے مولوی فوت ہو گئے اور جو فوت ہوتے ہیں۔ اُن کا کوئی قائمقام نہیں۔ دوسری طرف ہزارہا روپیہ جو مدرسہ کے لئے لیا جاتا ہے۔ پھر اس سے فائدہ کیا۔ جب کوئی تیار ہو جاتا ہے۔ تو دُنیا کی فکر میں لگ جاتا ہے۔ اصل غرض مفقود ہے۔ میں جانتا ہوں۔ جب تک تبدیلی نہ ہوگی۔ کچھ نہ ہوگا۔ جو اللہ کی جماعت روحانی سپاہیوں کی تیار کرنے والے تھے۔ وہ نہیں رہے۔ دور چلے گئے۔ ہمیں کیا غرض ہے۔ کہ قدم بقدم اُن لوگوں کے چلیں۔ جو دُنیا کے لئے چلتے ہیں“۔ (الحکم ۱۰ جنوری ۱۹۰۹ء)

ان پاک کلمات سے خوب واضح ہے۔ کہ حضرت امام ہمام مسیح موعود و مہدی مسعود علیہم السلام کس قسم کے آدمی پیدا کرنے کی تمنا رکھتے تھے؟ اور آیا وہ ضرورت موجودہ ہائی سکول سے پوری ہو رہی ہے۔ یا نہیں؟ اور یہ کلاس مدرسہ کی بنا سے کیا غرض تھی؟ اس مقام سے گذر کر پھر باادب قوم کی خدمت میں حضور امام علیہ السلام کے

[۱] اشتہار لنگر خانہ۔

منشاء کے ماتحت عرض کرتا ہوں۔ کہ قوم کے لوگ بالاتفاق دینی مدرسہ کی ضرورت تسلیم کر لینے کے بعد بصد ادب حضور خلیفۃ المسیح کی خدمت میں یہ اپیل پیش کریں۔ کہ

”حضور اپنے زیر اہتمام و انتظام اس قسم کے دینی مدرسہ کی قومی ترقی کے لئے بنیاد ڈالیں۔ اور عرض کی جاوے کہ حضور کی گرامی ذات کے بعد ایسے وجود باجود اور خیر خواہِ قوم کا قوم کے اندر پایا جانا جو اس کام کے لئے موزون ہو۔ اور جس کے زیر تربیت ایسے لوگ تیار ہو سکیں۔ دشوار ہو گا۔ حضور اپنے اس بابرکت عہد خلافت میں اگر اس خالص دینی مدرسہ کی بنیاد ڈال جاویں گے۔ تو قوم اس مدرسہ کی مدد کے لئے ہمہ تن موجود ہے“

حضرت امام ہمام کی تحریروں سے ثابت ہے کہ اس وقت ہماری قوم کے لئے یہ ایک ایسی اہم ضرورت ہے۔ کہ اگر اور کوئی صورت نہیں۔ اور بالفرض قوم کے بوجھ برداشت نہ کر سکنے کی وجہ سے قوم کو اس کے پورا کرنے میں اس سے کسی ادنیٰ چیز کی قربانی بھی کرنا پڑے۔ تو اس کا اتنا نقصان نہیں۔ جتنا کہ اس کے پورا نہ کرنے سے خوف ہو سکتا ہے۔

میرا اس سے یہ مدعا نہیں۔ کہ کسی بنائی ہوئی چیز کو قوم پرواہ نہ کرکے کسی قسم کا صدمہ پہنچائے۔ مجھے اس سے صرف اس قومی اور دینی ضرورت کی اہمیت کا اظہار کرنا مطلوب ہے۔

ایسے آدمیوں سے قوم کو کیا فائدہ ہو گا؟

جن اغراض کے لئے اس مدرسہ میں لوگ تیار کئے جاویں گے۔ ان کا ذکر میں پہلے کر آیا ہوں مگر یہاں پر ذرا کسی قدر کھول کر اس کا جواب دینا چاہتا ہوں کہ ایسے لوگ قوم کو کیا فائدہ پہنچائیں گے؟ یہ لوگ

۱۔ اس ذمہ واری کو ادا کریں گے۔ جو مسیح موعود و مہدی مسعود کی قوم کا فرض لازم ہے۔

۲۔ ان کے ذریعہ خدا کی خوشنودی۔ اور امام کی منشائیں پوری ہوں گی۔

۳۔ وہ قوم کے ہادی اور رہنما اور آئندہ نسلوں کے لئے نمونہ۔ اور عند اللہ اجر عظیم کے مستحق ٹھہریں گے۔

۴۔ اسلام کے حامی۔ اسلام کی عزت اور بانئے اسلام کا وقار دنیا پر ظاہر کریں گے۔ اور خود قوم و ملت اور ملک میں عزیز ہوں گے۔ ان کے ذریعہ خدا دشمن کو پسپا کریگا۔

۵۔ اپنی قوم اور سلسلہ کے بقا اور دوام کا باعث ٹھہریں گے ان کے ذریعہ قومی ترقی اور عزت و اقبال بڑھیگا نیز اتفاق اور قومیت کی روح کو استحکام ہو گا۔ حق کی اشاعت ہوگی اور باطل مٹیگا۔

انجمن کا رزولیوشن

اس کے بعد اب میں صدر انجمن کے اس رزولیوشن معاش پر جو قوم کی خدمت میں غور کے لئے پیش کیا گیا ہے۔ چند سطریں لکھکر اپنے اس ناچیز مضمون کو قوم کے ہاتھ میں دیکر نتیجہ کا انتظار کرونگا۔

جن لوگوں کو قوم اپنے مال و دولت سے تیار کریگی۔ اور جو لوگ قومی اور دینی خدمت کے لئے اپنی قربانیاں کریں گے۔ کیا قوم کو اُن کے متعلق اس امر کے سوچنے کی ضرورت ہے۔ کہ وہ دُنیا میں کیا کھائیں گے۔ اور اُن کا گزارہ کیونکر ہو گا؟ ایسے لوگ جو لائق ہو کر دینی کام میں وقف ہوں گے کیا قوم اُن کی اتنی فکر بھی نہیں کرے گی۔ جس طرح کہ ہر ایک شخص اپنے متعلقین کی فکر کرتا ہے؟ جو مخدوم بن کر قومی خادم بنیگا۔ کیا قوم اُسے اتنی عزت بھی نہ دے گی؟ پھر کیا جو لوگ کہ یہاں تیار ہوں گے۔ وہ ایسے ہی ناقابل ہونگے۔ کہ قوم اُن سے تنگ آ جائے گی۔ اور وہ قوم پر بوجھ ہونگے؟ میں کہتا ہوں۔ کہ یہ لوگ قوم کا سہارا اور عصا ہونگے۔ نہ کہ قوم کے محتاج۔ چاہئیے کہ قوم اس وقت معاش کے فکر کے بجائے ایسے لوگوں کے پیدا کرنے کی کوشش کرے۔ اگر لائق ہوں گے۔ تو عزت پائینگے۔ اور خدا خود✝ ان کا متکفل ہو گا۔ جنہوں نے دنیا میں یہ کام کرنے ہیں امید ہے۔ کہ ان کے ارادے بھی ایسے پست نہ ہوں گے۔ جن کو تم امام بنانا چاہتے ہو۔ ان کی دنیوی معاش خدا ہی کے سپرد کرو۔ خدا تعالیٰ اپنے کلام پاک قرآن مجید میں ایسی جماعتوں کے متعلق وعدہ فرماتا ہے:۔ ولو انھم اقاموا التوراۃ والانجیل وما انزل الیھم من ربھم لاکلوا من فوقھم ومن تحت ارجلھم✝

۱۔ میں مدرسہ دینیہ کے اجرا کا آج سے نہیں۔ کئی سال سے مؤید ہوں۔ اور بارہا حضرت خلیفۃ المسیح سلمہ اللہ تعالیٰ سے اس کے متعلق گفتگو کی ہے۔ اور حضرت کو بحمد للہ اپنا مؤید پایا ہے۔ اور آپ نے مجھے بارہا یہ یقین دلایا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اس کے متعلق کوئی راہ ضرور پیدا کریگا۔ اور مجھے آپ کے ساتھ اس مسئلہ پر گفتگو کرنے سے یقین ہوا ہے کہ وہ مدرسہ دینیہ عربیہ کے لئے ایک تڑپ رکھتے ہیں۔ اور منتظر موقعہ ہیں۔ اس لئے ایسی حالت میں میں اس تجویز کے ساتھ متفق ہوں۔ کہ قوم میں اس ضرورت کو اس قسم کی تحریروں کے ذریعہ احساس پیدا کیا جاوے۔

یعقوب علی ایڈیٹر الحکم قادیان

۲۔ مجھے کامل طور سے اس تجویز کے ساتھ اتفاق ہے۔ کہ ایک مدرسہ دینیہ کی ضرورت ہے . . . .

. . . .

. . . . مگر مدرسہ دینیہ کا نصاب تعلیم کیا ہو؟ اس کے متعلق میری رائے محفوظ ہے۔

نیاز مند محمد ظہور الدین اکمل عفا اللہ عنہٗ

۳۔ ایسا واقعی مدرسہ ہونا چاہئیے۔ جو حسب منشاء امام آدمی پیدا کر سکے۔ اور موجودہ مدرسہ کے بارے میں جو امام علیہ الرضوان نے اپنی تقریر اور تحریر میں جو کچھ بیان کیا ہے قابل غور ہے۔ غلام نبی۔ ۱۸ جنوری ۱۹۰۹ء

۴۔ جہاں تک میرا خیال ہے۔ حضرت اقدس علیہ السلام کے منشاء کے مطابق طریقہ تعلیم کا ہونا ازبس ضروری ہے۔ اور میں نہیں خیال کرتا۔ کہ اس کی ضرورت سے کسی احمدی کو انکار ہو سکتا ہے۔ پر اس کی تکمیل حضرت امامنا خلیفۃ المسیح علیہ السلام اور قوم کی توجہ کی محتاج ہے۔ محمد سرور

پھر ہمارا امام اپنی آخری وصیت میں فرماتا ہے:۔

”یہ مالی آمدنی (مقبرہ بہشتی کا روپیہ) ایک بادیانت اور اہل علم انجمن کے سپرد رہیگی۔ اور وہ روپیہ ترقی اسلام

✝ (خلاصہ مطلب اس آیت شریفہ کا یہ ہے کہ جو لوگ اور جو جماعتیں خدا تعالیٰ کی نازل کردہ دین اور کلام کو اوسکی منشاء کی موافق دنیا میں قایم کریں اور اسکی اشاعت کا کام کریں ان کو لئے خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ ان کی روزی اور معاش کا انتظام میں خود کرونگا۔ اور یہ بات کسی خاص زمانہ کی ساتھ وابستہ نہیں بلکہ ہمیشہ

اور اشاعت علم قرآن وکتب دینیہ اور اس سلسلہ کے واعظوں کے لئے باہمی مشورہ اور حسب ہدائت اس سلسلہ احمدیہ کے خرچ ہوگا۔ اور خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ کہ وہ اس سلسلہ کو ترقی دیگا۔ اس لئے امید کی جاتی ہے کہ اشاعت اسلام کے لئے ایسے مال بھی بہت اکٹھے ہوجاویں گے۔ اور ہر ایک امر جو مصالح اشاعت اسلام میں داخل ہے۔ جس کی اب تفصیل کرنا قبل از وقت ہے۔ وہ تمام امور ان اموال سے انجام پذیر ہوں گے۔ اور جب ایک گروہ جو متکفل اس کام کا ہے۔ فوت ہو جائے گا۔ تو وہ لوگ جو ان کے جانشین ہوں گے۔ اُن کا بھی یہی فرض ہوگا۔ کہ تمام خدمات کو حسب ہدائت سلسلہ احمدیہ بجالاویں۔ یہ مت خیال کرو۔ کہ یہ صرف دور از قیاس باتیں ہیں۔ بلکہ یہ اُس قادر کا ارادہ ہے۔ جو کہ زمین و آسمان کا بادشاہ ہے۔ مجھے اس بات کا غم نہیں۔ کہ یہ اموال کیونکر جمع ہوں گے۔ اور ایسی جماعت کیونکر پیدا ہوگی۔ جو ایمانداری کے جوش سے یہ مردانہ کام دکھلائے۔ بلکہ مجھے یہ فکر ہے۔ کہ ہمارے زمانہ کے بعد وہ لوگ جن کے سپرد ایسے مال کئے جاویں۔ وہ کثرت مال کو دیکھ کر ٹھوکر نہ کھاویں۔ سو میں دعا کرتا ہوں۔ کہ ایسے امین اس سلسلہ کو ہمیشہ ہاتھ آتے رہیں۔ جو خدا کے لئے کام کریں“۔ ..

ذیل میں اُن خاص احباب کے اسماء گرامی درج کرتا ہوں۔ جنہوں نے قادیان کے صدر مقام میں اس مضمون کو قبل از اشاعت ملاحظہ فرماکر اپنی دستخطی تحریر سے اپنا اتفاق ظاہر کیا ہے

۱۔ جناب حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی۔

آپ نے مدرسہ عربیہ دینیہ کے اجراء پر وعدہ فرمایا ہے کہ ”میں باوجود ضعف بصر اور درد کمر اور ضعف پیری کے دورہ کرنے کے لئے بھی موجود ہوں گا“

۲۔ حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب مدرس اوّل تعلیم الاسلام۔

۳۔ جناب شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم۔

۴۔ جناب خان بہادر اکبر شاہ خان صاحب نجیب آبادی۔

۵۔ جناب مولوی قاضی سیّد امیر حسین صاحب۔

۶۔ جناب قاضی محمد ظہور الدین اکمل صاحب

۷۔ سیّد میر مہدی حسین صاحب مہاجر

۸۔ حافظ صوفی تصوّر حسین صاحب بریلوی مہاجر

۹۔ مولوی قطب الدین صاحب حکیم قادیان

۱۰۔ ۱۱۔ مولوی محمد جی صاحب ہزاروی و عبدالرحمن صاحب کاغانی۔

۱۲۔ مولوی غلام نبی صاحب مدرس ہائی سکول۔

۱۳۔ شیخ غلام احمد صاحب واعظ

۱۴۔ جناب عالم شیر خان صاحب سارجنٹ پولیس کوئٹہ

(الراقم محمد تفضل الدین از قادیان)

قرآن مجید کا حفظ

ایک بزرگ مکّہ سے مدینہ جارہے تھے۔ راہ میں دیکھا کہ ایک نقاب پوش زمین پر بیٹھی ہوئی ہیں۔ بزرگ نے ان کی تنہائی پر تعجب کیا۔ اور کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

جواب۔ سلامٌ قولاً من الرب الرحیم (سلام قول ہے رب رحیم کی طرف سے) بزرگ نے زبان عربی میں پوچھا کہ یہاں تم کیوں بیٹھی ہوئی ہو؟

جواب۔ ومن یضلل اللّٰہ فلا ھادی لہٗ (جس کو اللہ گمراہ کرے۔ اس کا کوئی راہ نما نہیں) بزرگ نے سمجھا کہ ضرور راہ بھولی ہوئی ہے۔ پوچھا۔ کہاں جانے کا قصد ہے؟

جواب۔ سبحٰن الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ (پاک ہے وہ رب) جو لے گیا اپنے بندہ کو ایک رات میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کی طرف) بزرگ نے سمجھا۔ کہ حج کر چکی ہیں۔ بیت المقدس کا قصد ہے۔ پوچھا کب سے تم یہاں وارد ہو؟

جواب۔ ثلاث لیال سویا (تین راتیں برابر یعنی تین دن سے۔ سمجھ گئے کہ تین دن یہ حال۔ پوچھا۔ یہ کئی دن تم کو کھانا پینا کہاں سے بہم پہنچا ہے؟

جواب۔ وھو یطعمنی ویسقین (وہی مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔ سوال۔ آخر وضو کیونکر کیا ہوگا؟

جواب فلم تجدوا ماءً فتیمموا صعیدا طیبا (پس جب نہ پاؤ پانی تیمم کرو مٹی سے) بزرگ نے کھانے کی استدعا کی

جواب۔ ثم اتموا الصیام الی اللیل (پھر تمام کرو روزے کو رات تک) بزرگ نے کہا یہ مہینہ تو رمضان کا نہیں ہے۔

جواب۔ من تطوع خیرا فان اللّٰہ شاکرٌ علیم (جو کوئی نیک کام کرے۔ خوشی سے اللہ اس کو قبول کرنے والا اور جاننے والا ہے)۔ بزرگ نے اس طرح کی گفتگو سے گھبرا کر کہا۔ خدا کے لئے ہماری طرح بات چیت کیجئے۔ اس بندش کی گفتگو سے تو دم اُلجھتا ہے۔

جواب۔ ما یلفظ من قول الا لدیہ رقیب عتید (نہیں کوئی ایسا کلام نکلتا ہے جس پر ایک جاسوس مقرر نہ ہو) اُنہوں نے سمجھا کہ یہ بیوی خوف خدا سے سوائے قرآن مجید کی آیتوں کے دوسرا لفظ زبان سے نکالنے کی نہیں ہیں۔ کہا اچھا۔ میں چلتا ہوں۔ اگر مرضی ہو۔ تو تم کو بھی قافلے تک لے چلوں۔

جواب۔ ما تفعلوا من خیر یعلمہ اللّٰہ (اور جو نیک کام تم کرتے ہو۔ اللہ اُس کو جانتا ہے) بزرگ نے اونٹنی بٹھا کر بیوی کو چڑھنے کو کہا۔

جواب۔ قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم (کہہ مومنوں سے کہ اپنی آنکھیں بند رکھیں) مطلب سمجھ کر بزرگ مُنہ پھیر کر کھڑے ہوئے۔ چڑھنے میں اونٹنی بھڑکی اور بیوی کی چادر پھٹ گئی۔ چادر کو پھٹتے دیکھ کر کہا۔

وما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم (اور جب کوئی مصیبت تم کو پہنچتی ہے۔ وہ تمہارے ہاتھوں سے ہے) بزرگ نے یہ سُن کر مُنہ پھیر کر دیکھا۔ اور اونٹنی کے پاؤں باندھ دیئے۔ تاکہ بآسانی چڑھ ہیں۔ سوار ہو کر کہا۔

سبحان الذی سخر لنا ھذا وما کنا لہٗ مقرنین (پاک ہے جس نے مسخر کیا اس کو ہمارے لئے اور نہیں تھے

ل۔ یہ عبارت یہاں نہیں ہونی چاہیئے۔ غلطی سے کاتب کی لکھی گئی [illegible]

.. میرے خیال میں بیان جوابوں کے بعد اس سوال پر زیادہ غور کرنا ایک قسم کی معصیت میں داخل ہوگا اس لیے میں اس غرض کو یہیں ختم کر دیتا ہوں۔ اب ن

واسطے اس کے ہم صلاحیت رکھنے والے) یہ سن کر بزرگ نے مہار ہاتھ میں لی اور چلا کر اونٹ کو چوکنا کیا اور جلد جلد روانہ ہوئے۔ یہ دیکھ کر ضعیفہ نے کہا۔ واقصد فی مشیک واغضض من صوتک (دھیمی کر اپنی چال اور پست کر اپنی آواز) یہ سن کر بزرگ نے اپنی آواز پست کر لی اور اونٹ کو چلانے کی غرض سے گنگنانے لگے۔ ضعیفہ نے کہا فاقرؤا ما تیسر من القرآن (اور پڑھو۔ جتنی توفیق ہو قرآن سے) بزرگ نے کچھ سورتیں جو یاد تھیں پڑھیں۔ جب قافلہ نزدیک دیکھا۔ اس غرض سے کہ وہاں ان کا کوئی ہوگا پوچھا۔ تمہارے شوہر ہیں؟

جواب۔ لا تسئلوا عن اشیاء ان تبد لکم تسؤکم (نہ سوال کرو اُن چیزوں سے۔ کہ اگر ظاہر ہو جائیں تو تم کو بُری لگیں) بزرگ نے کہا کہ خطا ہوئی۔ معاف کیجے۔

جواب۔ یغفر اللّٰہ لکم۔ (معاف کرتا ہے اللّٰہ تم کو) جب قافلہ میں پہونچ گئے۔ تو پوچھا کہ آخر اس قافلہ میں تمہارا کون ہے

جواب۔ المال والبنون زینۃ الحیوۃ الدنیا (مال اور اولاد جو زینت ہیں زندگانی دنیا کے) بزرگ نے سمجھا کہ بیٹے ہوں گے۔ پوچھا وہ یہاں کیا کرتے ہیں؟

جواب وبالنجم ھم یھتدون (اور تاروں سے وہ راہ پاتے ہیں) بزرگ نے سمجھا کہ وہ ضرور راہبر ہوں گے۔ پوچھا ان کے نام سے آگاہ کرو

جواب واتخذ اللّٰہ ابراھیم خلیلا۔ و کلم اللّٰہ موسیٰ تکلیما۔ یا یحییٰ خذ الکتاب بقوۃ (کہا اللّٰہ نے ابراہیم کو دوست اور کلام کیا اللّٰہ نے موسیٰ سے۔ اے یحییٰ پکڑ تو اس کتاب کو مضبوط) معلوم ہوا کہ ان کے بیٹوں کے نام ابراہیم و موسیٰ و یحییٰ ہیں۔ نام لے کر پکارا۔ تین جوان قافلے سے نکل آئے اور اپنی ماں کو اوتارا۔ اور بزرگ کا بہت شکریہ ادا کیا۔ سب مل کر کھانے پر بیٹھے۔ بزرگ نے عذر کیا۔ تو ضعیفہ نے کہا۔ کلوا واشربوا ھنیئا بما اسلفتم فی الایام الخالیہ۔

ایران میں کیا ہو رہا ہے؟

درحقیقت ایرانیوں نے اپنی قوم پرستی اور حب الوطنی سے ان تاریخی حالات کو زندہ کر رکھا ہے۔ جو کسی زمانے میں یورپ میں بھی باعث قتل و جنگ ہوتے تھے۔ ایران میں یہ ایسی جنگ پھیلی ہوئی ہے۔ جس سے تمام ایران کی تجارت اور زراعت بند ہو گئی ہے۔ اس دُنیا میں کوئی ایسا زمانہ نہیں گزرا ہے۔ جس میں قومی حقوق کے لئے بادشاہوں سے جنگ ہوئی ہو۔ مذہبی جنگیں تو مسلمانوں کی یادگار ہیں۔ یورپ بھی ایک زمانہ میں مذہبی جنگوں کے لئے دیوانہ ہو رہا تھا۔ جب اس کی مذہبی خصوصیات قومی خصوصیات میں منتقل ہو گئیں۔ تو مذہب کو خیرباد کہا گیا۔ اور قومیت کے جھنڈے بلند ہو گئے۔ پس اسلامی دنیا میں ایران پہلا ملک ہے۔ جس نے پہلے پہل اس قومی جادہ پہ قدم رکھا۔ اور محض ملک و قوم کے لئے وہاں کے باشندوں نے اپنے بادشاہ سے جنگ شروع کی اور صداقتوں کو ظاہر کیا۔ جن کو مسلمانوں نے کبھی اختیار بھی نہ کیا تھا۔

غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جس زمانہ سے قومیت کے تخم نے ایران میں نشو و نما حاصل کیا ہے۔ اس زمانے سے بمقابلہ قومیت اور وطن پرستی مذہب کی شمع جھلملانے لگی ہے۔ اور یہ ثابت ہو رہا ہے کہ ایک جمغفیر اور شمار عظیم کی خواہش یہ ہے۔ کہ جس طرح ہو سکے۔ پارلیمنٹ قائم کی جائے۔ بعض ایرانی اپنے ہم مذہب بادشاہ کی فکر میں ہیں کہ وہ جہاں اور جس مقام پر مل جائیں۔ ان کو مار ڈالنا چاہتے ہیں۔ اس کا سبب یہی ہے۔ کہ ایران کے بادشاہ میں ذاتی پولیٹکل تعلقات کی وجہ سے کچھ بھی مذہبی ہمدردی اور حمایت باقی نہیں رہی ہے۔ اور قوم نے اپنے قومی اور ملکی حقوق کے مقابلے میں اس بادشاہ کا کوئی لحاظ نہیں کیا ہے شاہ نائب امام ہیں۔ مگر اس سے پہلے شخصی حکومت کے زمانے میں وہ ظل سبحانی اور خلیفۃ الرحمانی ایران میں لکھے جاتے تھے۔ پس معلوم ہوا کہ مسلمانوں میں بھی اب قومیت کو ترقی ہوتی جاتی ہے اور مذہب کو پولیٹیکل علیحدگی اسی طرح ہوتی جاتی ہے۔ جس طرح ایک زمانے میں یورپ میں ہو گئی تھی۔ اور بعد میں مذہب صرف خدا سے ایک معاملہ سمجھا گیا۔ جس پر بڑی سرگرمی سے عمل ہو رہا ہے۔ گو اقوام یورپ مذہبی اشاعت کی غرض سے پادریوں کو حتی الامکان مالی مدد دیتی ہیں۔ اور وہ دنیا کے ہر حصہ میں جا کر کوئی دقیقہ مذہبی وعظ کا اُٹھا نہیں رکھتے۔ مگر وہ خود اس پر کم عملدرآمد کرتی ہیں (اودھ)

مطلب سعدی دیگر است

بعض احباب نے خصوصیت سے لکھا ہے کہ الحکم میں آئندہ پر اسرار کا صیغہ قریباً بند کر دینا مناسب نہیں۔ کیونکہ جب بارہ سال کے اندر الحکم قوم میں رائے زنی کا مذاق پیدا کرنے کے قابل ہوا ہے تو اب اس مذاق کے نشو و نما کے وقت وہ ایسے لوگوں کو روکنا چاہتا ہے۔ میری سمجھ میں یہ غلط فہمی ہے۔

میری مراد یہ ہرگز نہیں۔ کہ قومی ضروریات پر لکھنے والوں کو مایوس کروں۔ بلکہ میری تو یہ عین تمنا ہے۔ ہاں یہ میں ضرور چاہتا ہوں کہ دور از کار مضامین پر بحث نہ ہو۔ اس لئے ایسے لوگ جو قومی ضروریات پر مضامین لکھنا چاہتے ہیں۔ وہ شوق سے لکھیں۔ الحکم کے کالم اُن کے لئے کھلے ہیں۔

برٹش کولمبیا میں ہندوستانی

ریوٹر کے تار کے بموجب صوبہ وکٹوریا کے ہندوستانی تارکان وطن نے اس افواہ سے خوف زدہ ہو کر کہ انہیں برٹش ہونڈوراس کو جلا وطن کرنے کی سازش ہو رہی ہے۔ ونکوور کے متصل ایک سو ساٹھ ایکڑ کا قطعہ اراضی خرید لیا ہے ان کے لیڈر تیجا سنگھ کا بیان ہے کہ برٹش کولمبیا کے ہندوستانی نو آبادی کا ہر ایک آدمی اراضی مذکور کے کاروبار میں حصہ دار ہوگا۔ اس کا ارادہ ہے کہ تمام بیکار ہندوستانیوں کو اس اراضی کے صاف اور درست کرنے پر لگایا جائے۔ اس طرح فہرست بیکاران مذکور پبلک پر بوجھ نہ ہوں گے۔ نامہ نگار ریوٹر کو توقع ہے۔ کہ اس تجربے کو

کارخانہ الحکم کی رعایتی و جدید کتابوں کی فہرست

مندرجہ ذیل کتابیں اور اخبارات کارخانہ الحکم میں موجود ہیں۔ سالانہ جلسہ کی تقریب پر ان کی قیمتوں میں رعائت کی گئی تھی۔ لیکن ایڈیٹر الحکم کی مصروفیت اور کارخانہ میں رخصت کی وجہ سے بہت کم احباب اس رعائت سے فائدہ اٹھا سکے۔ اس لئے صرف ۳۱ جنوری تک رعائت کی جاتی ہے۔ جو صاحب چاہیں۔ بذریعہ **قیمت طلب** پارسل منگوالیں۔

مکتوبات احمدیہ جلد اوّل:۔ حضرت اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اچھوتی اور پرانی تحریروں کے سلسلے میں بالکل نایاب اور نادر مجموعہ۔ یہ مجموعہ مکتوبات آپ کی بعثت سے پہلے کا ہے۔ میں ان کے متعلق کچھ نہیں لکھ سکتا۔ بجز اس کے کہ تصوف اور معرفت کا نایاب خزانہ ہے۔ عجیب و غریب مضامین ان میں درج ہیں۔ اور حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک سیرۃ کا اندازہ اس سے ہو سکتا۔ کہ ابتداہی سے آپ خدمت اسلام اور اشاعت اسلام کے لئے کس قدر جوش دل میں رکھتے تھے۔ یہ کتاب بالکل نئی چھاپی گئی ہے۔ قیمت فی جلد صرف ۸ر

حقیقت نماز: جس میں نماز کی حقیقت ارکان نماز کا فلسفہ نہائت خوبی کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ نماز کے متعلق ضروری مسائل درج ہیں۔ تین سو صفحوں پر سیر کن بحث کی ہے۔ اور آخر میں قرآن مجید کے آخری پارہ کی چند سورتوں کی تفسیر ہے۔ یہ کتاب ایسی ہے کہ جس کی تالیف پر ایڈیٹر الحکم کو ناز ہے۔ قیمت فی جلد عہ رعائتی ۱ر **الاسماء الحسنیٰ**۔ یہ کتاب حضرت باری عزاسمہ کی صفات اور اسمائ کے متعلق ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی صفات کی جو تفصیل قرآن مجید میں آئی ہے۔ اس کو بیان کیا ہے۔ قیمت ۵ر رعائتی ۲ر۔ **سلک مروارید**:۔ ہر دو حصہ۔ ایک مشہور اور مقبول کتاب ہے۔ جو خصوصیت سے عورتوں کے لئے حضرت حجۃ اللہ حضرت مسیح موعود کی خواہش کے ماتحت قصہ کے پیرایہ میں لکھی گئی ہے۔ اور اس قدر مقبول ہوئی۔ کہ تیسری مرتبہ چھاپنے کی ضرورت پڑی۔ ہر دو حصہ قیمت ۸ر رعائتی ۱ر **رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۹۰۷ء**:۔ یہ نہائت قیمتی مجموعہ ہے۔ جس میں حضرت اقدسؑ کی تین۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی دو۔ اور حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح کی تقریریں درج ہیں۔ اور قریب دو جزو کے ایک انٹروڈکشن ایڈیٹر الحکم کا ہے۔ جس میں حضرت اقدسؑ کی بارہ سالہ کارروائی پر ریویو ہے۔ قیمت عہ رعائتی ۸ر **اصلاح النظر**۔ ایک آریہ کے جواب میں حضرت حکیم خلیفۃ المسیح کے خاص حکم سے لکھا گیا۔ صرف چند جلدیں باقی ہیں۔ کوئی رعائت نہیں۔

متفرق کتابیں

جن کی قیمت میں ¼ کی رعائت کی گئی ہے۔ اصل قیمت درج ہے۔ ¾ لیا جاوے گا۔

مراۃ الجہاد۔ مسئلہ جہاد پر مبسوط اور مفصل کتاب لیکھرام آریہ مقتول کے رسالہ جہاد کا دندان شکن جواب۔ تین سو سے زائد صفحوں کی کتاب قیمت عہ۔ **آریہ دھرم**۔ آریہ مذہب کی حقیقت کو حضرت حجۃ اللہ نے طشت از بام کر دیا ہے۔ ان اعتراضات کا جو وہ اسلام پر کرتے ہیں خصوصیت کے ساتھ جواب دیا ہے۔ قیمت ۴ر **نماز پر تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر ایک خط**۔ حضرت مسیح موعود نے نماز کے اسرار پر ایک لطیف تقریر فرمائی ہے۔ اور وحدت وجود کے اعتقادات کا لاجواب رد کیا ہے۔ یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے۔ قیمت ۲ر۔ **سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب**:۔ عیسائی مذہب کی تردید اور اسلام کی حقیقت پر حضرت خلیفۃ اللہ کا لطیف رسالہ دوسری مرتبہ چھپا ہے۔ قیمت ۱ر۔ **فیصلہ آسمانی**:۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قلم سے ہے۔ مضمون نام سے ظاہر ہے۔ قیمت ۲ر۔ **نور القرآن**:۔ حصہ دوم۔ عیسائیوں کا عجیب رد۔ قیمت ۴ر **رپورٹ جلسہ ۱۸۹۷ء** دارالامان میں دسمبر کے اواخر میں ایک عظیم الشان جلسہ ہوا تھا۔ جس میں حضرت اقدس علیہ السلام نے تین زبردست تقریریں فرماویں۔ قیمت للہ ر۔ **خطبات کریمیہ** قیمت ۱۲ر۔ **الانذار** قیمت ۴ر **تفسیر سورۃ تبت** قیمت ۱ر۔ **سواء السبیل نمبر ۱** قیمت ۱ر **نسخ رد شیعہ** قیمت ۲ر **ضرورۃ الامام** قیمت ۱ر **قصیدہ ضوابط الادعوۃ الحق نمبر ۲** قیمت ۱ر **النصح** قیمت ۱ر **مسلمانوں کا خدا اور اُس کے حضور دعا**۔ قیمت ایک آنہ **نمونہ قرآن مجید** قیمت ۳ر **محمود کی آمین** قیمت ۲ر **دوسرا جنگ مقدس حصہ دوم** قیمت ۲ر **تحفہ احمدیہ**۔ قیمت ۱ر

اخبار کے پچھلے فائلوں کا اعلان اگلی اشاعت میں ہوگا۔

مایوس اور درماندہ مریضوں کو مژدہ

شربت مقوی اعصاب

اس شربت کے استعمال سے وہ قویٰ قوی ہو جاتے ہیں جن کی کمی سے مرد نامرد اور پورا ہونے سے مرد کہلاتا ہے۔ اور جب کثرت فواحشات اور مسکرات اور جوانی کی بے اعتدالیاں آپ کو بے وقت عین شباب میں لطف کی جگہ بے لطف کر دیں۔ تو اس مرکب کو منگوا کر تجربہ کریں۔ ہر میدان میں آپ ہی غالب رہیں گے۔ آپ چاہتے ہیں۔ کہ روز انہ ڈیوٹی اور افکار مزید و محنت کثرت سے درماندہ نہ ہوں۔ اور پیری میں جوانی کے حظ اٹھائیں۔ تو اس کو اپنا جیب میں رکھیے یہ نامرد کو مرد مرد کو جوان مرد بنا دیتا ہے۔ اعضا رئیسہ۔ دل اور دماغ جگر اور معدہ کو درست کرتا ہے۔ ضعف کو درست کر کے طاقتور بنا دیتا ہے۔ سستی کو دور کر کے چست بناتا ہے۔ بزدل کو صاحب حوصلہ اور ہمت جو صلہ کو ستادہ ہونے کی طاقت بخشتا ہے۔ اعصابی طاقت اور برقی رفتار اعصاب میں اس سے پیدا ہوتی ہے جو لوگ بے وقت قوت صرف کر لیتے ہیں اور زندگی کے دائمی مزوں سے قاصر ہو بیٹھتے ہیں وہ اس کے چند روزہ استعمال سے اپنی گمشدہ قوت کو واپس لا سکتے ہیں۔ جب مثانہ کمزور ہو کر مادہ زندگی تباہ ہو گیا ہو۔ اور تھوڑے فکر و رنج سے حاجت ادرار ہو۔ دماغ میں خیالات بیہودہ کا ہجوم رہتا ہو۔ تو اس کے پینے سے دور ہو جاتے ہیں۔ اگر آپ چاہتے ہیں۔ کہ طبیعت شگفتہ ہو اور امراض نہفتہ سے بچے رہیں۔ نیز وہ لوگ جن کو اپنے اعمال نے ٹھنڈا کر دیا ہو۔ یا برطوبت سد راہ مقصود ہو تو وہ اس کی چند خوراک کا تجربہ کریں۔ شہادت میں وہ لوگ موجود ہیں۔ جو کامیاب ہو چکے ہیں۔ اس کے چند روزہ استعمال سے حمل نرینہ قرار پاتا ہے۔ قیمت فی بوتل چار روپے (للعہ)

طلائے نادر اس کے خارجی استعمال سے مردہ عضلات زندہ ہو کر از سر نو طاقت جوانی پیدا ہوتی ہے۔ فی تولہ چار روپے (للعہ)

حب خوش کن قابل دید ہے ناشنیدہ سو پایہ درست اور سوزش عام سوزاک نو و قدیمہ ۲۴ گھنٹے میں تکلیف دہ علامات دور۔ درد و ورم۔ جلن۔ سوزش۔ کافور۔ جسم میں طاقت و سرور حاصل ہوتا ہے۔ شرطیہ دوا۔ قیمت درجہ اوّل للعہ درجہ دوم ستے

حب دافع آتشک:۔ اس کے استعمال سے بلا نقصان و قے دست مرض دور ہو کر عمر بھر کا خطرہ مٹ جاتا ہے۔ قیمت چار روپے (للعہ)

حکیم ڈاکٹر حاجی غلام نبی زبدۃ الحکما لاہور

سامان ورزش کی رعائتی فہرست

کرکٹ بیٹ پائیدار رشید ار کشمیری لکڑی دہ ہینڈل کاک کین اور ربڑ کے بہت نہایت پائیدار ہیں۔ قیمت تین روپے کرکٹ بیٹ سید ہے رشید آر کشمیری لکڑی ہینڈل کا کین میچ کے لئے نہایت عمدہ۔ قیمت عہ۔ کرکٹ بیٹ لکڑی وہ سوم کی ہوگی ہینڈل میں ایک ربڑ اور کین ہوگا۔ عہ۔ کرکٹ بیٹ۔ پریکٹس کے لئے عہ

بچوں کے لئے کرکٹ ۱۲×۱۳ کے واسطے درسٹ ایک بکس بیٹ ایک سال کی لکڑی کا فی سٹ	لعہ
فٹ بال عمدہ چمڑہ کا نہایت پائیدار اور مضبوط نمبر ۶	لعہ
" " " " " نمبر ۵	صہ
" " " " " نمبر ۴	للعہ
" " " " " نمبر ۳	ہے
کرکٹ بال کرٹ سوق نہایت عمدہ مضبوط چمڑے کے دو رنگ کے بیچ	صعہ
کرکٹ وکٹس پر نگیس	ہے

فی کاپی ۴ر پرائس لسٹ مفت

المشتہر:۔ مستری غلام الدین منیجر ڈینس گڑے اینڈ کو شہر سیالکوٹ

سارٹیفکیٹ:۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ مال بلا چرم کرکٹ بیٹ اور وکٹ وغیرہ بخیریت پہنچا۔ ہر طرح سے قابل تعریف پایا۔ میں اسے کم خرچ بالا نشین کا مصداق پاتا ہوں۔

نیاز مند۔ حاکم علی ہیڈ ماسٹر مڈل سکول سجان پور تحصیل پٹرہ۔ کانگڑہ

محبّ اطفال

دوسرا نام ہے۔ جسم

اسکاٹ ایملشن کو

لاکھوں شفیق والدین نے اس خدمت کے صلہ میں دیا ہے۔ جو اس نے اُن کے بچوں کی صحت اور تندرستی بحال اور جسم قوی کرنے کی کی ہے وہ ایسا خوش ذائقہ ہے کہ بچے اس کو خوشی سے پیتے ہیں۔ وہ بیمار بچوں کو تندرست اور تندرست کو توانا بنا دیتا ہے فروخت کے لئے سب دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے۔ ہاتھ سے نہیں چھوٹتا ہمیشہ اس نشان ماہی گیر کا ایملشن لو۔ جو اسکاٹ کے طریقہ ساخت کا نشان ہے

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹ لندن

سچّائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز و طراری۔ مریضوں کی آہ و زاری آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے۔ کہ الاماں لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں ہے۔ ہم ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اوّل آزماؤ۔ پھر منگاؤ۔ بھلا اس میں بھی کچھ وہم ہو سکتا ہے۔ تولیٰ تناسل کے متعلق الحیوان مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے۔ جن امراض مخفیہ کے علاج کے لئے یہ لاجواب معجون تیار کی ہے۔ جس کے چند سے استعمال امراض متعلقہ قوائے تناسل فوراً دفع ہو نگے۔ اور ہر قسم کی شکایات کے لئے مفید ہے ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم لکھ دیں۔ کہ جواہرات سے تیار ہوتی ہیں اوّل نمونہ مفت منگائیے۔ اگر تشفی ہو طلب فرمائیں۔ قیمت فی بکس عہ

طلا طلسمی بیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی بے اعتدالیوں اور غلط کاریوں سے یہ مرض لاحق ہوتے ہیں اور مریض کو بعض اوقات خودکشی تک پہنچا دیتے ہیں ہمارے اس طلا طلسمی سے فائدہ اٹھائیں۔ اور معجون طلسمی کھائیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ دوا اس کو مفید پائیں گے۔ قیمت ۶ ماشہ عہ

سرمہ سلیمانی۔ آنکھوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنے والا۔ اور بصارت کو بڑھانے والا۔ قیمت فی تولہ ۸ر

سنون دندان۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو رفع کر کے دانتوں کو مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے۔ قیمت فی بکس

المشتہر حکیم محمد حسین خلف حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی

لاکھوں روپیہ کمانیکا سہل طریق

اگر آپ خوشنودی پبلک کے واسطے لاکھوں روپیہ کمانا چاہتے ہیں۔ تو حکیم نور محمد نوری شفاخانہ موکل ضلع لاہور کی ایجاد کردہ تریاق طاعون کی شیشیاں منگوا کر فروخت کریں۔ جن کی کمیشن و منافعہ سے آپ مالامال ہو سکتے ہیں اس تریاق بے نظیر و سریع الاثر و مجرب المجرب کی خاصیت ہے کہ بفضلہ تعالیٰ بطور حفظ ماتقدم اس کے استعمال کرنے سے طاعون و جملہ امراض وبائیہ سے امن رہتا ہے۔ اگر مبتلائے طاعون کے کانوں میں بخار شروع ہوتے ہی اس کے چند قطرے ٹپکائے جائیں اور گھی میں ملا کر بدن پر مالش کی جائے تو سر درد بخار چند منٹ میں دور اور سرسام و گلٹی کا خطرہ کافور اور تمام جسم میں جلد بحت و سرور حاصل ہو گا تمام مریضوں بالخصوص بچوں اور اُن کے لئے جن کو بیہوشی یا بندش گلا کے باعث دوا حلق سے اترنا محال ہو جاتی ہے یہ تریاق نعمت غیر مترقبہ ہے بتعمیم فائدہ عام کے لئے بشرط حلفی اقرار عدم افشائے راز اس کا نسخہ بھی سکھا جاتا ہے۔ قیمت فی شیشی ۱۲ر۔ مگر ان اشخاص سے جو ایجنٹ ہو کر یا سیکھنے کی غرض سے بغرض تجربہ منگائیں۔ نصف قیمت لی جائے گی۔

نوٹ:۔ جو اخبار یہ اشتہار درج کرنا چاہیں۔ ذرا جبت سے مطلع فرمائیں۔

المشتہر

شیخ الدین کارخانہ تریاق طاعون مقام موکل ضلع لاہور

مویشیوں کی ترقی نسل کی تجویز

دنیا کی بھی عجیب حالت ہے زمانہ کے انقلاب کے ساتھ ساتھ انسانی خیالات میں عجیب عجیب قسم کی تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں اخبار بین دنیا ان تبدیلیوں کے تماشا سے خوب واقف ہے۔

ایک وقت آیا کہ فرانس کی سلطنت میں اس مسئلہ پر زور دیا گیا کہ کثرت اولاد پر ٹیکس لگایا جاوے اور جہاں تک ممکن ہو انسانی آبادی کو کم کیا جاوے کیونکہ اس سے مفلسی پیدا ہوتی ہے اور مصائب اور مشکلات کا سلسلہ بڑھتا ہے جب اس خیال پر زور دیا گیا۔ اسوقت قرآن مجید کی ایک آیت نے مجھے بہت ہی مسرور بخشا اور وہ یہ ہے کہ لا تقتلوا اولادکم من خشیۃ املاق اور میری سمجھ میں آیا کہ اسلام ہی ایک مذہب ہے جو انسان کو خدا تعالیٰ پر توکل ایمان اور رو بخدا ہونا سکھاتا ہے غرض اس کی بیوقوف مبرزمین نے اپنی اس تجویز کا نتیجہ تھوڑے ہی دنوں میں دیکھا کہ آبادی میں کمی واقعہ ہونے لگی اور اسقاط کی وارداتیں بڑھنے لگیں آخر جب آبادی میں معتدبہ کمی ہو چکی تو پھر اسی ملک کے مدبروں نے اپنے اس حکم کو منسوخ کیا یہ قرار دیا کہ جس شخص کے اولاد نہ ہو اس پر ٹیکس لگایا جاوے اس حکم کے اثر نے وہاں کی عیاشی اور بدکاری پر اور برا کیا اور بداخلاقی کی حکومت وہاں کی گلیوں میں نظر آنے لگی اور اب جو حالت اس ملک کی ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔

غرض انسان آبادی کے بڑھانے یا کم کرنے میں اپنی تجاویز کو دخل کرنا چاہتا ہے اور یہ اسکی غلطی ہے اور یہ ایک ایسی غلطی ہے جس میں زیادہ تر وہی لوگ ہوتے ہیں جو خدا تعالیٰ پر اور اسکی قدرتوں پر ایمان نہیں رکھتے ہمارے ملک ہندوستان میں کچھ دنوں سے انسانوں کو چھوڑ کر مویشیوں سے ہمدردی کا سوال چھیڑا گیا ہے اور یہ اس ملک کی گری ہوئی حالت کا ایک بدیہی ثبوت ہے۔

اسکے یہ معنے نہیں کہ حیوانات ہماری ہمدردی کے مستحق نہیں جو ایسا سمجھتا ہے وہ سخت غلطی کرتا ہے خدا تعالیٰ کی تمام مخلوق اس قابل ہے بلکہ مستحق ہے کہ انسان اسکے ساتھ ہمدردی کرے اور یہی ہمیں اسلام سکھاتا ہے کیونکہ ایمان کے دو جز ہیں امر اللہ کی تعظیم اور خلق اللہ پر شفقت۔

پس کسی ایسی تحریک پر جو مخلوق الٰہی پر شفقت کے لئے ہو خوش ہونا چاہیئے مگر میں نے جو یہ کہا ہے کہ ہندوستان میں مویشیوں سے ہمدردی کا سوال ملک کی گری ہوئی حالت کا نمونہ ہے یہ سرسری بات نہیں بلکہ قابل غور ہے کیونکہ انسانوں کی گری ہوئی حالت کی اصلاح مقدم ہے اور انسان سب سے اول دوسری مخلوق کے مقابلہ میں ہمدردی کے قابل ہے اب انڈیا کی آبادی پر نظر کرو کہ وہ بلحاظ اخلاق کے بلحاظ خورد نوش کے بلحاظ اپنی ضروریات کے کیسی محتاج اور قابل رحم ہے وہ لوگ جو جانوروں سے ہمدردی کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں کس طرح پر انسانوں پر ظلم کرتے ہیں اور کس طرح انکی آبرو انکے مال اور بالآخر جان پر حملے کرتے ہیں اگر یہ بات نہیں تو پھر جیل خانجات کی رپورٹیں پڑھو تو معلوم ہوگا کہ کس قسم کے جرائم ہوتے ہیں بہرحال ایسے ملک میں اولاً انسان ہمدردی کا مستحق تھا مگر خیر ایسے بھی لوگ ہیں جو اسکی تو ضرورت نہیں سمجھتے مگر مویشیوں کی غور و پرداخت کو اپنا مقصد اول خیال کرتے ہیں۔

لاہور کے رسالہ اندر میں "ترقی نسل مویشیاں کے لئے تجاویز" کے عنوان سے ایک مضمون نکلا ہے جس میں ہندوستان کے افلاس اور تنگدستی اسکے باشندوں کی کمزوری اور بیماریوں میں مبتلا ہونیکی ایک ہی وجہ بیان کی ہے کہ بیلوں وغیرہ کی پوری رکھشا نہیں ہوتی غرض تمام مصائب اور مشکلات کی یہی ایک جڑ ہے میں نے اس

عجیب ایجاد کو جو ہندوستان کے تمام دکھوں کا ایک

پیٹنٹ علاج

مصنف کے خیال میں ہے نہایت ہی تعجب سے دیکھا ہے اگر صرف بیلوں یا گایوں کی نسل کی افزائش سے ہندوستان کے دلدر دور ہو جاتے ہیں تو میری سمجھ میں کل ہندوستانیوں کو سب سے پہلا کام جو کرنا چاہیئے وہ یہ ہو کہ **بندرابن کے بنوں میں گائیاں چراتے پھریں** اور قومی لیڈروں نے جو اودھم مچا رکھا ہے وہ اپنی ساری جدوجہد کا مرکز اسی ایک امر کو قرار دیں جنگلوں اور بنوں میں پھرتے رہیں اور قدیم آریاؤں کی طرز پر گائے بھیڑیں چرایا کریں اور وید کے منتر جن میں اندر دیوتا کی مہمانی کی گئی ہیں اور جن میں گایوں اور بیلوں کی افزائش کی دعائیں لکھی ہیں گاتے پھریں یورپ کے سفروں کو چھوڑیں اور ہاتھ میں ڈنڈا لئے گویا ملک کے ریوڑوں کے پیچھے پیچھے پھریں تاکہ ہندوستان کی بھلائی ہو اور انکی جو غرض اور مقصد ہے وہ حاصل ہو۔ نہ بم کی ضرورت ہے نہ بائیکاٹ کی حاجت اور نہ انارکسٹوں کی احتیاج اور کاروبار کو چھوڑ کر اسی ایک تجویز کے پیچھے لگ جاویں

لیکن

سوال یہ ہے کیا اس سے ملک کا فائدہ ہوگا؟ قوم میں جان آئیگی؟ مصائب دور ہو جاوینگے؟ میرا جواب ہے کہ ہرگز نہیں اسکے مضمون نگار کے لفظوں میں ہونگے کہ ایسی تجویز ہندوستان کو کئی ہزار برس پیچھے لیجانیوالی ثابت ہوگی مگر یہاں تک ہی اس مسئلہ کا حل ختم نہیں ہوتا ابھی ایک اور دقت ہے اور وہ ایسی دقت ہے جسکا علاج شاید ہو ہی نہیں سکتا اسلئے مجھے امید کرنی چاہیئے کہ مویشی کی افزائش نسل کے حامی اسپر خوب غور کرینگے

اول اگر ایسے مفید جانوروں کا کھانا بند بھی ہو جاوے اور تمام مسلمان اور انگریز ملکر اتفاق کر لیں کہ وہ آئندہ گائے کا گوشت نہیں کھائینگے تو کیا قدرتی اور طبعی موت کا بھی انسداد ہو سکتا ہے اگر موت نے ان ہندوستان کے رکھشوں کو نہ چھوڑا اور یقیناً نہیں چھوڑیگی تو پھر غریب ہندوستان کو "اندر" کے نامہ نگار کی ارشاد کے موافق وہی بلائیں اور آفتیں آگھیریں گی اسلئے سب سے اول تو اس تجویز کا کوئی انسداد سوچنا چاہیئے اور جب تک اسکا بندوبست نہ ہو اسوقت تک ساری تجویزیں افزائش نسل کی بیکار ہونگی ہمارے آریہ متر افزائش نسل کے تو ایسے خواہشمند ہیں کہ انہوں نے نیوگ جیسے **عصمت سوز** مسئلہ کو بھی انجام دینا ضروری قرار دیا ہے اور کچھ تعجب نہیں کہ وہ افزائش نسل کے لئے **کوئی ایجاد موت سے بچانیکی بھی کریں۔**

خیر یہ تو ایک مشکل ہے جو ہمارے ان محبان وطن کی راہ میں ہے مگر اسکے سوا مذہبی پہلو نے اس سوال کو اور بھی خطرناک کر دیا ہے اور اسکی تشریح پر غور نہ کرنا اس سوال کے اہم پہلو کو چھوڑ دینا ہوگا اور وہ یہ ہے کہ آریہ سماج کے عقیدے کے موافق جو کچھ مخلوق اس دنیا میں موجود ہوتی ہے وہ **کرموں** کا پھل یعنی اعمال کی جزا ہے اور انسان اپنے گناہوں کے بدلے سؤر۔ بندر۔ شیر کتا۔ بلا۔ بیل گائے بھینس ہاتھی بنتا ہے تو پس افزائش نسل مویشیاں کے لئے تو کوئی اور تجویز تو کارگر نہ ہوگی جب تک گناہوں کی کثرت نہ ہو اور اگر ویدوں میں یہ مسئلہ ہے تو ضرور ویدوں نے ایسے گناہ بتلائے ہونگے جن کے ذریعہ سے انسان مختلف جونیں اختیار کرتا ہے مثلاً سؤر بننے کے گناہ۔ کتا بننے کے گناہ گائے بیل بننے کے گناہ پس گایوں کے ریوڑوں کو بڑھانے کے لئے ضرورت ہوگی ان گناہوں کی جن کے ذریعہ ایک آدم زاد گائے کی جون میں آجاوے اگر اس قسم کے گناہ نہ ہوئے تو پھر گائے بیل مفقود ہو جائینگے پس نہ گائے کا کھانا انکی افزائش نسل کی راہ میں روک ہو سکتا ہے

نہ زمینوں اور چراگاہوں کا ان کے لیے مخصوص ہو سکنا ہو جب تک تناسخ کا مسئلہ صحیح ہے اسوقت تک باقی تجاویز لغو محض ہونگی اور اسکے لیے جو تجویز مفید اور موثر ہوگی وہ ان گئو ہتیا کا علاج اور کثرت ہے جس سے بیل اور گائے بنتی ہے۔

میں سنا کرتا تھا اور شاید کبھی کتاب میں پڑھا بھی تھا کہ اگر کوئی برہمنی زنا کرے تو وہ گائے کی جون میں آتی ہے اگر یہ صحیح ہے تو افزائش نسل کیلیئے شاید اس سلسلہ کو بڑھانے کی رائے دینی پڑے اگرچہ کوئی غیور اور اخلاق کا حامی انسان ایسی رائے نہ دیگا میں یقیناً نہیں کہہ سکتا کہ یہ عقیدہ کہاں تک صحیح ہو لیکن یہ تو منوسمرتی سے معلوم ہوا ہے کہ چوری کرنیوالا برہمن بیل کی جون میں آتا ہے تو بیلوں کی ترقی نسل کیلیئے بیچارے مہاتما برہمنوں کو چور بنانا پڑیگا اور میں نہیں سمجھتا آریہ بھائی کہاں تک اس فعل کو جائز رکھیں گے یہ انکی مرضی پر منحصر ہے مگر وہ ملک اور اہل ملک پر احسان کرکے جب بیل بنانے یا گائے بنانے کا کارخانہ جاری کریں تو گورنمنٹ کو پہلے سے اطلاع دیدیں تا کہ پولیس کا محکمہ بڑھا دیا جاوے اور جہاں کسی مہاتما نے ہاتھ بڑھایا وہاں ہی ڈنڈے سے اسکو درست کرکے بڑے گھر پہنچا دیا میں اب اس سے زیادہ کچھ لکھنا نہیں چاہتا امید ہے ترقی نسل کی پہلی اور تجویزوں میں ہمارے آریہ بھائی اس تجویز کا اضافہ کرکے باضابطہ اس کام کو شروع کریں گے۔

زلزلہ عظیمہ

زلزلہ کے متعلق میں خود لکھنے کو تھا۔ کہ فاضل ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز نے اس پر ایک نوٹ لکھ دیا ہے میں اسی کو یہاں درج کر دیتا ہوں۔ ایڈیٹر

۲۸۔ دسمبر سنہ ۱۹۰۸ء کو اٹلی کے جنوبی حصہ اور جزیرہ سسلی کے اُس حصہ میں جو اٹلی کی طرف واقع ہے۔ ایک نہایت ہی خوفناک زلزلہ آیا۔ جس کی مفصّل کیفیت تمام اخباروں میں اس وقت تک چھپ چکی ہے۔ اس خوفناک زلزلہ نے دو شہروں کا دنیا سے نام ونشاں مٹا دیا۔ اور اُن کو ایسا کر دیا کہ وہ گویا کبھی تھے ہی نہیں۔ ان میں ایک مسینا ہے جو قریباً ڈیڑھ لاکھ آبادی کا شہر تھا۔ اور دوسرا ریگیو ہے۔ جو اٹلی کے جنوب صوبہ کیلبریا میں واقع ہے جس کی آبادی نصف لاکھ کے قریب بیان کی جاتی ہے۔ اس دو لاکھ کی آبادی میں سے جو دونوں شہروں میں تھی۔ صرف دس ہزار آدمی پہلے شہر میں اور چار ہزار آدمی دوسرے شہر میں بچے۔ اور دو لاکھ سوئے ہوئے انسانوں میں سے صرف چودہ ہزار زندہ صبح کو جاگے۔ جو وہ بھی بد حواس ہو کر گھروں سے بھاگ نکلے۔ اور جن کو ان عظیم الشان شہروں اور اس قدر مخلوق کی تباہی کے بھیانک نظارہ نے دیوانوں کی طرح کر دیا۔ ان دونوں شہروں کے علاوہ بہت سے گاؤں جو ساحل سمندر پر واقع تھے۔ اسی تباہی کا شکار ہو کر نیست و نابود ہو گئے۔ اور ایسی تباہی آئی۔ کہ نہ صرف ساکنین ہی نابود ہو گئے۔ بلکہ ان کے مساکن کا بھی نام و نشان نہ رہا۔ یہ اندازہ کیا گیا ہے۔ کہ کل دو لاکھ سے زیادہ انسان اس خوفناک زلزلہ میں مارے گئے۔ اس زلزلہ کی آفت کے ساتھ زمین و آسمان کی اور آفتیں بھی مل گئیں۔ یعنی اول تو سمندر کی ایک لہر تیس فٹ اونچی تین سو فٹ تک خشکی پر چڑھ آئی۔ اور آن کی آن میں ہزاروں انسانوں سمندر کی تہ میں جا سُلایا۔ پھر زلزلہ کے ساتھ ہی خوفناک آگ لگی۔ جس نے مرتے ہوؤں کو جلا کر راکھ کر دیا اور اس کے بعد ان بھوکے اور بے سر و سامان انسانوں پر جو موت سے گو بچے ہوئے تھے۔ مگر پہلے ہی دیوانوں کی طرح ہو رہے تھے۔ خطرناک بارش کی مصیبت ٹوٹ پڑی۔ اور زمین سے اور آسمان سے عذاب پر عذاب نازل ہوا۔

گو اٹلی کا جنوبی حصہ زلزلوں کی تباہی کی وجہ سے ممالک دُنیا میں اپنی نظیر آپ ہی ہے۔ مگر جس قدر زلزلے پہلے آ چکے ہیں۔ اور جن کا پتہ تاریخ سے چلتا ہے۔ ان تمام میں کوئی زلزلہ سختی اور تباہی کے لحاظ سے اس زلزلہ کی مثل نہیں آیا چنانچہ اس بات کا اعتراف اخبار پایونیر اور دیگر تمام اخبارات میں کیا گیا ہے۔ کہ جس قدر زلزلوں کا تاریخ میں پتہ ملتا ہے۔ ان میں تباہی کے لحاظ سے کوئی زلزلہ اس زلزلہ کو نہیں پہنچتا۔ اس تباہی کی خبر اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک برگزیدہ بندہ کے ذریعہ آج سے تین سال پیشتر بلکہ اس سے بھی زیادہ عرصہ پہلے دی تھی۔ پہلے ایک اشتہار

"النداء من وحی السماء"

میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک زلزلہ عظیمہ کی خبر دی تھی۔ کہ وہ ایسا زلزلہ آئے گا۔ کہ اس کی نظیر دُنیا کی تاریخ میں نہ ہوگی۔ اور پھر یہی پیشگوئی الوصیة میں شائع فرمائی۔ اور بعدہٗ کتاب حقیقة الوحی میں۔ چنانچہ اس موخر الذکر کتاب میں صفحہ ۲۵۶ پر یہ پیشگوئی ذیل کے الفاظ میں موجود ہے۔ جو اس سے دو برس پہلے انگریزی میں ترجمہ ہو کر رسالہ میں شائع ہو چکی ہے۔ بلکہ اس رسالہ سے لیکر امریکہ کے بعض اخباروں نے بھی اس پیشگوئی کو شائع کیا۔ جس کا حوالہ انگریزی رسالہ میں موجود ہے پیشگوئی کے الفاظ یہ ہیں۔ "یاد رہے۔ کہ خدا نے مجھے عام طور پر زلزلوں کی خبر دی ہے ...... اور بعض ان میں قیامت کا نمونہ ہوں گے۔ اور اس قدر موت ہوگی۔ کہ خون کی نہریں چلیں گی۔ اور زمین پر اس قدر سخت تباہی آئے گی۔ کہ اس روز سے کہ انسان پیدا ہوا۔ ایسی سخت تباہی کبھی نہیں آئی ہوگی۔ اور اکثر مقامات زیر و زبر ہو جائیں گے۔ کہ گویا اُن میں کبھی آبادی نہ تھی۔ اور اس کے ساتھ اور بھی آفات زمین اور آسمان میں ہولناک صورت میں پیدا ہوں گی۔ یہاں تک کہ ہر ایک عقلمند کی نظر میں وہ باتیں غیر معمولی ہو جائیں گی...... اے یورپ! تو بھی امن میں نہیں۔ اور اے ایشیا! تو بھی محفوظ نہیں۔ اور اے جزائر کے رہنے والو! کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کریگا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں۔ اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں"

اس زبردست اور کھلی کھلی پیشگوئی کے پورا

ہونے کا اقرار ہر ایک سمجھدار انسان کو کرنا پڑے گا۔ جس نے سسلی اور اٹلی کے زلزلہ اور ان دوسری آفات ارضی و سماوی کا حال پڑھا ہے۔ جنہوں نے آباد شہروں کو چشم زدن میں ویران کر دیا۔ گویا ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ صاحبِ کشف نے یہی نقشہ بعینہٖ پہلے کھینچ دیا تھا۔ جس کا ہم آج جسمانی آنکھوں سے اخباروں میں مطالعہ کرتے ہیں۔ ان الفاظ میں کہ کوئی مصنوعی خدا تمہیں نہیں بچا سکتا۔ یہ اشارہ تھا۔ کہ ایک زلزلہ عظیمہ کا نظارہ گاؤں والوں کو ہوگا۔ جہاں اس مصنوعی خدا کا خلیفہ اب تک حکومت کر رہا ہے۔ اور ایسا ہی جزائر کے رہنے والوں کو خصوصیت سے مخاطب کیا گیا ہے۔ کیونکہ سسلی بھی ایک جزیرہ ہے پھر ہندوستان کو مخاطب کر کے فرمایا۔ "میں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے۔ نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائیگا اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لوگے۔" سو نوح کا زمانہ تو حیدر آباد کے طوفان میں لوگوں نے دیکھ لیا اور دوسرا حصہ بھی جب اللہ تعالیٰ چاہیگا۔ دکھا دیگا۔

بچوں کو نصیحت

(مرتبہ اکبر شاہ خان صاحب)

حضرت خلیفۃ المسیح نے ۲۳-جنوری ۱۹۰۹ء کو بعد از نماز مغرب مدرسہ کے چھوٹے بچوں کو مسجد مبارک میں مخاطب کر کے فرمایا۔

تم جانتے ہو۔ کہ برسات میں جب آم کی گٹھلیاں زمین میں اُگ آتی ہیں۔ تو بچے اکھیڑ کر اُن کی پیپیاں بناتے ہیں۔ لیکن اگر اُس آم کی گٹھلی پر پانچ چھ برس گذر جاویں۔ تو باوجودیکہ یہ لڑکا بھی پانچ چھ برس گزرنے پر جوان اور مضبوط ہو جائیگا۔ لیکن پھر اُس کا اُکھیڑنا دشوار ہوگا۔ پس معلوم ہوا۔ کہ جب تک جڑ زمین میں مضبوطی کے ساتھ نہ گڑ جائے۔ اس وقت تک اس کا اُکھیڑنا آسان ہے۔ اور جڑ مضبوط ہونے کے بعد دشوار۔ عادات و عقائد بھی درخت کی طرح ہوتے ہیں۔ بُری عادات کا اب اُکھیڑنا آسان ہے۔ لیکن جڑ پکڑ جانے کے بعد ان کا ترک کرنا یعنے اکھیڑنا غیر ممکن ہوگا بعض بچوں کو جھوٹ بولنے کی عادت ہوجاتی ہے۔ اگر شروع سے ہی اس کو دور نہ کروگے تو پھر اس کا دور کرنا مشکل ہوگا۔ ہم نے دیکھا ہے۔ کہ جن کو بچپنے میں جھوٹ کی عادت پڑگئی ہے۔ پھر عالم فاضل ہوکر بھی اُن سے جھوٹ کی عادت نہیں چھوٹتی ہے جھوٹ بولنے کی عادت اس طرح ہوتی ہے۔ مثلاً کسی لڑکے کو دودھ پیتے دیکھا۔ تو خود بھی اُس کی ریس کرنے کو جی چاہا۔ کہ ہم کو بھی دودھ پینا چاہیئے۔ پھر اس کے لئے چند دلائل بھی دماغ میں پیدا کر لئے۔ کہ ہمارا دماغ کمزور ہے۔ اگر دودھ نہ پیئیں گے۔ تو دماغی کام نہ ہوسکے گا۔ پیسے پاس نہیں ہیں۔ تو پھر جھوٹ بول کر پیسے حاصل کرتے ہیں۔

ایک مرتبہ ہماری جوانی کا زمانہ تھا۔ اور ہم مقام خوشاب میں تھے۔ کہ حسین شاہ نامی ایک شخص دودھ کا کٹورا بھر کر ہمارے سامنے لایا اور کہا کہ اس کو پی لو۔ میں نے کہا کہ میں تو دودھ پی نہیں سکتا اور مجھ کو دودھ ہضم نہیں ہوتا۔ اس نے بڑے تعجب کے ساتھ کہا۔ کہ ہم تو تم کو حکیم سمجھ کر دوا دریافت کرنے آئے تھے۔ تم تو خود ہی مریض ہو۔ بھلا بتاؤ تو سہی اگر تم سے کوئی شخص اس بات کی دوا پوچھے۔ کہ مجھ کو دودھ ہضم نہیں ہوتا۔ تو تم کیا بتا سکتے ہو۔ جبکہ تم خود اپنی ہی دوا نہیں کرسکے۔ میں نے یہ سُن کر کٹورا اُس کے ہاتھ سے لے لیا۔ اور سب دودھ پی گیا۔ غرضیکہ مجھ کو دودھ پینے کی مطلق عادت نہیں اور مَیں بالکل دودھ نہیں پیتا۔ لیکن اب بھی دیکھو۔ کہ کسقدر دماغی کام کرتا ہوں۔ اور تمام تمام رات بیٹھ کر پڑھ سکتا ہوں۔ یہ بالکل غلط خیال ہے کہ ہم دودھ پی کر ہی دماغی کام کرسکتے ہیں۔ غرض جس لڑکے کے پاس پیسے نہیں ہوتے۔ وہ جھوٹ کے ذریعہ سے پیسے حاصل کرتا ہے۔ تم ہی میں سے ایک لڑکا ہمارے گھر میں آتا تھا۔ ہمارے گھر والے بھی اُس کے ساتھ سلوک کرتے رہتے تھے۔ اس کو فضولخرچی کی عادت نے چوری پر مجبور کیا۔ اور وہ ہمارے گھر سے زیور چرا کرلے گیا۔ خدا کے فضل سے ہمارا زیور تو واپس آگیا۔ لیکن اگر وہ لڑکا فضولخرچی کے سبب چوری کرنے کے گناہ میں مبتلا نہ ہوتا۔ تو وہ بہت سے برکات اور تعلیمات سے محروم نہ ہوتا۔ جیسا کہ اب اُس کو اسکول بھی چھوڑ دینا پڑا۔ اُس لڑکے سے جب دریافت کیا۔ کہ تیرے پاس یہ زیور کہاں سے آیا۔ تو اُس نے کہا کہ مجھ کو مسجد کے قریب پڑا ہوا ملا تھا۔ دیکھو اُس کو جھوٹ بھی بولنا پڑا۔ تم میں سے غریبوں کو چاہیئے۔ کہ غریبانہ زندگی بسر کریں۔ اور امیروں کی ریس ہرگز نہ کریں۔ میرے بیان سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ میں دودھ کی مذمت اور بُرائی بیان کرتا ہوں بلکہ دودھ تو بہت ہی اعلیٰ درجہ کی چیز ہے۔ اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ بہت پسند تھا۔ اور فرمایا کرتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْهِ وَزِدْنِیْ مِنْهُ جن کو میسر ہے اور وہ پی سکتے ہیں۔ میرا تو جی چاہتا ہے کہ وہ ضرور پیئیں۔ لیکن جن کے پاس نہیں ہے۔ وہ چوری نہ کریں۔ جھوٹ نہ بولیں۔ فضولی نہ کریں۔ اگر تم کو اس وقت عادت پڑجائے گی۔ تو پھر اُس کا چھوڑنا سخت دشوار ہوگا۔ جھوٹ۔ فضولخرچی۔ چوری کی عادت بالکل نہ ڈالو اور بہت بچو۔ میری ان باتوں کو یاد رکھو اور بہت ہی یاد رکھو۔ اگر کوئی امیر ہے۔ تو اپنے واسطے ہے۔ غریبوں کو کیا ضرورت ہے۔ کہ اُس کی ریس کریں۔ دوسری نصیحت میں تم کو یہ کرتا ہوں۔ کہ آج اگر تم نماز نہ پڑھوگے۔ تو بڑے ہوکر تو پھر بالکل ہی تم کو نماز کی عادت نہ رہے گی۔ ہم مکتب میں پڑھا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ہمارے اُستاد نے بچوں کو نماز پڑھنے کے واسطے مسجد میں بھیجا۔ ہم میں ایک لڑکا تھا۔ اُس نے وضو کرکے کہا کہ یارو کیسی نماز؟ کون نماز پڑھتا ہے۔ یہ کہہ کر اُس نے اپنی پیشانی پر مٹی مل لی۔ جس سے یہ معلوم ہونے لگا۔ کہ یہ مسجد میں نماز پڑھ کر آیا ہے۔ دیکھو۔ اُس نے سب کو نماز نہ پڑھنے اور جھوٹ بولنے کی ایک اٹکل سکھائی پھر اُس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ وہ بڑا نامی گرامی چور ہوا۔ اور ہمارے شہر کے تمام چوروں اور بدمعاشوں میں اُس کا اوّل نمبر تھا

ایک مرتبہ وہ ایک قلعہ کی دیوار سے گر ۔ اس کو قبض کی سخت تکالیف اٹھانی پڑیں ۔ میری اس نصیحت کو بھی یاد رکھو کہ نماز دل سے پڑھو ۔

ایک بچے کا مضمون

ناظرین میں ذیل میں ایڈیٹر کے بچے محمود احمد کا ایک مضمون پیش کرتا ہوں جو اسنے مجھے لکھکر الحکم میں درج کرنیکے لئے دیا ہے۔ محمود احمد کی اسوقت عمر سوا گیارہ سال کی ہے اور وہ الحکم کے اجراء سے کچھ دن بعد پیدا ہوا تھا میں نے اپنے دل میں عزم اور اللہ تعالیٰ سے عہد کیا ہے کہ اسکی زندگی خدمت دین کے لئے وقف ہوگی خدا کرے میرا یہ عہد پورا ہو اور وہ خادم دین ہو کہ میری حقیقی مسرت اور خدا تعالیٰ کی رضا کا موجب ہو۔

محمود احمد نے اس مضمون کا یہی عنوان رکھا تھا جو اوپر درج ہے میں نے پہلے ارادہ کیا کہ اسکو بدل کر میرے بچے کا **پہلا مضمون** عنوان کردوں مگر پھر میں نے یہی عنوان قائم رہنے دینا مناسب سمجھا اور میں نے یہ بھی پسند نہیں کیا کہ اس مضمون میں کسی قسم کی اصلاح کروں امید ہے ناظرین اپنے **عزیز الحکم** کے چھوٹے بھائی کے مضمون کو اسی کی زبان میں پڑھکر خوش ہونگے اور دعا کریں گے کہ وہ خادم دین اور سعادت مند ہو (آمین)

اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہ و اشھد ان محمدًا عبدہٗ و رسولہ

میرے بزرگو! میں آپ کے سامنے ایک بات پیش کرتا ہوں خواہ وہ میرے ٹوٹے ہوئے لفظ ہیں مگر یہ میرے ٹوٹے ہوئے لفظ میری سمجھ میں بڑی عزت اور قدر کرنیوالے ہیں اگر آپ یہ کہیں گے کہ کل کا لڑکا ہم کو نصیحت کرنے لگا ہے تو میں یہ کہتا ہوں کہ میری سمجھ میں اخبار دراصل ایک کمیٹی ہے اور اسکا ایڈیٹر اور اسکے پڑھنے والے اسکے ممبر ہیں ہر ایک اپنی اپنی رائے دیتا ہے اس میں بڑے چھوٹے کا خیال نہیں رکھنا چاہیئے آپ بھی نیک رائے دیں کوئی مضائقہ نہیں۔

ہم سب کو کوشش کرنی چاہیئے کہ ہمارا خدا ہم سے خوش ہو جاوے اور اسکی خوشی کے لیئے جان و مال بھی حاضر کر دینا چاہیئے اسوقت جان کی ضرورت نہیں اب وہ زمانہ نہیں جو صحابہ کرام کا زمانہ تھا اب ہم پر سختیاں نہیں ہوتی ہیں حضرت مسیح و مہدی نے فرمایا ہے کہ

اب کوئی تم پہ جبر نہیں غیر قوم سے
کرتی نہیں منع صلوٰۃ اور صوم سے

پس کیسی آسانی ہے کہ ویسی مشکلیں نہیں ہیں صرف مال کے خرچ کی ضرورت ہے خدا کے دین کی اشاعت میں مال خرچ کرو۔ حضرت مسیح و مہدی علیہ السلام نے فرمایا ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ تم خدا ہی کو اپنا خدا بناؤ نہ کسی غیر کو اور اسلام کو پھیلاؤ اور دنیا کو دور کرو اور ہر وقت اس خدا کی عبادت میں مصروف رہو تاکہ وہ خدا جو سارے جہان کا خالق اور مالک ہے تمہارا خدا بنے اور تم اسکے بنو۔

خدا کو اپنا بنانا ایک دنیا دار کیلیئے بڑی مشکل بات ہے خدا کبھی بنتا ہی تب ہے جب مال جان اور عزت اور آپ خاک میں ملجاوے اگر ہم ان چیزوں کو خدا کی راہ میں دے ڈالیں اور آپ بھی خاک میں ملجاویں اور پھر اس خدا کو پائیں تو بڑی خوشی کی بات ہے اور اگر ان باتوں کو چھوڑ کر خدا کی رضا پر راضی نہ ہوں تو وہ ہمارا خدا کبھی نہ بنیگا۔ تو تب ہمارے لئے بڑا ماتم ہوگا اگر ہم ان باتوں پر عمل کریں تو ہمیں بڑا فائدہ ہوگا کیونکہ ہمکو جس خدا نے آگے مال اور دولت اور عزت دی ہے کیا ہمکو پھر نہ دیگا ضرور دیگا۔ اگر تم اس مال کو کسی حرام کام پر لگا دو۔ تو اسکا بہت برا انجام ہوگا تم اے میرے دوستو اس عذاب عظیم سے بچے رہو اور اسکی رضا پر راضی رہو تاکہ وہ تم سے خوش رہے جب وہ تم سے خوش ہوگا۔ پھر اسلام کا پھیلانا بھی سہل ہے۔

یہی ایک بات نہیں کہ مال قربان کر دیا تو خوش ہو جاویگا بلکہ ساتھ تقویٰ بھی اختیار کرنا چاہیئے اور نیکی میں بڑھنا چاہیئے۔ **احمدی بھائیو!** اس بات کو مدنظر رکھو کہ وہ خدا ہمارا خدا ہو۔

اس امور کی باتوں پر عمل کروگے تو وہ خدا ہمارے ساتھ ہو جاویگا۔ اعتراضوں سے نہ ڈرو جو اعتراض کریگا وہ خدا کے عذاب کے نیچے آجاویگا۔ اب میں ختم کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ خدا اس جماعت کو بڑھاوے اور ہمارے مسیح و مہدی پر سلام ہو اور اسکے خلیفہ کی عمر دراز ہو اور وہ بامراد ہو (آمین)

محمود احمد بقلم خود

حوادث اور آفات

اسی اخبار میں زلزلہ عظیمہ کے عنوان سے ایک نوٹ دیا گیا ہے ابھی تک حالات تازہ ہی ہیں کہ اناطولیہ کوچک سے ایک اور زلزلہ کی خبر آئی ہے اس سے پہلے کہ اس خبر کو لکھوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وصیت میں سے چند سطریں یہاں درج کرتا ہوں جو **حوادث** اور **عجائبات** قدرت کی وحی کی شرح میں آپنے لکھی ہے فرمایا حوادث کے بارہ میں جو مجھے علم دیا گیا ہے وہ یہی ہے کہ ہر ایک طرف دنیا میں موت اپنا دامن پھیلائے گی اور زلزلے آئیں گے اور شدت سے آئیں گے اور قیامت کا نمونہ ہونگے اور زمین کو تہ و بالا کردیں گے۔ اور بہتوں کی زندگی تلخ ہو جائے گی۔"

اور پھر فرمایا خدا کا کلام مجھے فرماتا ہے۔ کہ کئی حوادث ظاہر ہونگے اور کئی آفتیں زمین پر اتریں گی کچھ تو ان میں سے میری زندگی میں ظہور میں آجائیں گی اور کچھ میرے بعد"

اس کلام پر نظر کرو اور سوچو کہ کس صفائی سے پورا ہو رہا ہے دنیا میں موت اپنا دامن پھیلائے ہوئے ہے اور ایسے واقعات اور حوادث پیش آرہے ہیں جنکا نتیجہ موت ہے ابھی شکاگو میں آتشزدگی سے ایک سخت حادثہ واقعہ ہوا ہے نیپلز کے ایک تار سے معلوم ہوا کہ کوہ لیاگنا میں سخت آتش فشانی ہوئی لاوا سے راستہ رک گیا۔

ادھر ایشیائے کوچک میں ایک سخت زلزلہ آیا ہے سمرنا کے ایک تار سے معلوم ہوا کہ ضلع نوشہل کے مواضعات میں تین سو سے زیادہ مکانات منہدم ہو گئے ہیں۔ اور بہت سے آدمی مرے ہیں۔

اسکے بعد خبر آئی کہ نوشیا میں ۹۰۷ مکانات منہدم ہوگئے ہیں جھٹکوں کا سلسلہ ہنوز جاری ہے لوگ بھاگ رہے ہیں وزیر داخلہ نے امداد کا بندوبست کیا ہے ہلاک شدگان کی تعداد غیر متحقق ہے۔

ایسا ہی جوہانسبرگ کے تار سے معلوم ہوا کہ ٹرانسوال میں سخت طوفان بارش آیا جس سے بند ٹوٹ ٹوٹ کر کانوں میں گر پڑے بہت سے آدمی مرے ہیں صرف ایک کان میں ۱۵۰ آدمی غرق ہوئے ہیں۔

اس قسم کے حوادث سخت عبرت کی جگہ ہیں کوئی دل ہو۔ جو انکو دیکھکر عبرت پکڑے اور خدا تعالیٰ کے فرستادہ کی منہ کی باتیں پوری ہو رہی ہیں مگر اندھی دنیا ان حوادث اور واقعات کو دیکھتی ہوئی بھی نہیں دیکھتی۔ اور اسی طرح مست ہے حضرت مسیح موعود نے پہلے سے فرما دیا تھا کہ خدا تعالیٰ نے مجھپر ظاہر کیا ہے کہ کچھ حوادث میرے بعد ہونگے اور وہ ہو رہے ہیں

اسلئے میں ان واقعات کو یاد دلا کر جہاں خدا تعالیٰ کے فرستادہ کی پیشگوئیوں کے پورا ہونے کی خبر دیتا ہوں۔ وہاں پھر اسی کے الفاظ میں عرض کرتا ہوں کہ "راستباز بنو! اور تقویٰ اختیار کرو تا بچ جاؤ آج خدا سے ڈرو تا اس دن کے ڈر سے امن میں رہو ضرور ہے کہ آسمان کچھ دکھاوے اور زمین کچھ ظاہر کرے لیکن خدا سے ڈرنیوالے بچائے جائیں گے" خدا کرے کہ ہمیں یہ توفیق ملے اور اسکے فضل سے ہم بچائے جائیں (آمین)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

نیک صلاح

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔

اے احمدی جماعت کے لوگو! اللہ تعالیٰ کی رضا کے واسطے یہ لغو چیزیں حقہ سگرٹ افیم بری عادت چھوڑ دو۔ اور ان چیزوں کے نہ چھوڑنے سے آپکے بہت نقصان ہوتے ہیں۔ اور یہ چیزیں ضرور لغو اور گندی بھی ہیں اور اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے یحرم علیہم الخبائث یعنی حرام کرتا ہے ان پر گندی چیزیں۔ اور دوسری آیت میں اور جگہ اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے۔ و الذین ھم عن اللغو معرضون یعنے وہ جو بیفائدہ بات اور کام لغو سے مونہہ پھیرنے والے ہیں وہی مسلمان ہیں۔

اس لیئے اے میرے پیارے دوستو! آپ یقین سے سمجھو اور سوچو کہ یہ لغو کام ہیں یا نہیں اور جو آدمی افیم کھاتا ہے وہ آدمی تو ضرور تباہ ہو جاتا ہے مگر اسکا گھر بھی ضرور تباہ ہو جاتا ہے۔ جو آدمی حقہ یا سگرٹ پیتا ہے کیونکہ جسکا ڈر تھا وہ آدمی خود پیتا ہے دوسروں کو کیا منع کرے اور جو آدمی ایسی صحبت میں بیٹھتا ہے وہ آدمی ضرور تباہ ہو جاتا ہے بلکہ اسکی بیوی اور بچے ضرور تباہ ہو جاتے ہیں کیونکہ تمام گھر کے لوگوں کو ڈر نہیں رہتا اسلیئے اے میرے پیارے دوستو! جو یہ بُری گندی اور لغو چیزیں نہیں چھوڑتا وہ بے پرواہی کرتا ہے کیونکہ چھوٹی چھوٹی لغو چیزوں کو بُری گندی اور لغو چیزیں سمجھنا چاہیئے ایسا نہ ہو کسی دن ٹھوکر کھا کر بُری گندی چیزیں شروع کر دیوے یاد رکھو جو شخص اس پاک زمانہ میں ایسی چھوٹی چھوٹی نشے دار چیزیں نہیں چھوڑیگا تو اسکے گھروں میں کسی زمانہ کے بعد بڑی بڑی نشہ دار چیزیں کثرت سے پیدا ہوکر اسکے گھروں میں یقیناً تباہ کر دینگی۔ پھر جو گناہ ہوگا ضرور تمہارے عملوں میں درج ہوگا کیونکہ تم نے اس پاک زمانہ میں اسکو کیوں نہیں چھوڑا اسلیئے تمام گناہ تمپر ہوگا۔ سوچو اور سمجھو۔ اور غور کرو اور اگر حقہ یا سگرٹ چھوڑنے محال ہیں تو سکھوں کی طرف دیکھو کہ وہ فوراً سکھ ہونیکے وقت حقہ چھوڑ دیتے ہیں اسلیئے میرے دوستو وہ تو سکھ ہوتے وقت حقہ چھوڑ دیتے ہیں۔ آپ تو بڑی پاک جماعت جسکی تعریف خدا تعالیٰ کرتا ہے آپ کیوں پھر جلدی سے لغو چیزوں کو نہیں چھوڑتے۔ اور اگر یہ بھی مشکل ہے تو اس طرح سے کرو۔ کہ جسطرح آپ کسی امیر یا کسی حاکم یا کسی افسر کے سامنے حقہ یا سگرٹ نہیں پیتے۔ شرم کرتے ہو کسی اور جگہ چھپ کر چوری حقہ یا سگرٹ پی لیتے ہو اسی طرح خدا تعالیٰ جو احکم الحاکمین ہے اس سے کچھ شرم کر کے اس سے چوری پی لیا کرو جس جگہ خدا تعالیٰ جو علیم الحکیم ہے تم کو نہ دیکھتا ہو۔ ہائے افسوس افسروں یا حاکموں سے حقہ یا سگرٹ چوری پیتے ہو اور خدا تعالیٰ جو مالک الملک ہے اسکے سامنے میدان میں لا لا کر بیٹھ کر حقہ یا سگرٹ پیتے ہو۔ اور کچھ شرم بھی نہیں کرتے ہو اے میرے پیارے دوستو! ریاکاری بڑا سخت گناہ ہے اسلیئے میری عاجز کی عرض کو پسند کرکے خدا تعالیٰ جو علیم الحکیم ہے اسکے سامنے ہرگز حقہ یا سگرٹ نہ پیا کرو۔ اس سے چوری بیشک پی لیا کرو۔ اس سے بھی ضرور کچھ شرم کیا کرو مگر یاد رکھو کہ تم ایسی چیزوں کو ضرور دیکھتا ہے کوئی بشر ہرگز کوئی شے اس سے چوری نہیں کر سکتا۔ اس سے ضرور ڈرو جیسا خدا تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے ان الذین یخشون ربھم بالغیب لھم مغفرۃ و اجر کبیر اور دوسری آیت میں اور جگہ فرماتا ہے۔ والذین اٰمنوا وھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ والذین اٰووا ونصروا اولٰئک ھم المؤمنون حقا لھم مغفرۃ و رزق کریم ط ترجمہ جو لوگ ڈرتے ہیں اپنے رب سے بن دیکھے واسطے انکے بخشش ہے۔ اور ثواب بڑا اور دوسری آیت کا ترجمہ یعنی اور لوگ جو کہ ایمان لائے اور وطن چھوڑا اور جہاد کیا اللہ کے راہ میں اور جن لوگوں نے جگہ دی اور مدد کی یہ لوگ ہیں سچے واسطے انکے بخشش ہے اور رزق باکرامت۔ اے میرے پیارے دوستو! ھاجروا کے لفظ سے معلوم ہوا کہ جو سچے مسلمان ہوتے ہیں ہر گناہ اور ہر لغو باتوں اور گندی چیزوں نشے دار یا بُری چیزوں کو فوراً چھوڑ دیتے ہیں اور اللہ کے راہ میں ہر نیکی کے کاموں سے کوشش کرتے رہتے ہیں۔

اور جس وقت کوئی نیک آدمی کسی بُری یا لغو گندی چیزوں سے بند کیے تو فوراً قبول کر کے اس بُری بات کو فوراً چھوڑ دیتے ہیں کوئی کسی قسم کا اعتراض نہیں کرتے اور خدا اور رسول کے بات کو ضرور پسند کر کے قبول کر لیتے ہیں۔ اور یاد رکھو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نشہ دار چیزوں کو منع کیا ہے دیکھو کتاب مشارق الانوار حدیث [illegible] اور یاد رکھو کہ جو کوئی دوکاندار یا کسب دار اسلیئے حقہ پیتا ہے کہ حقہ کی سبب سے میرے پاس لوگ جمع ہونگے تو مجھکو نفع ہوگا دوستو! ایسا حقہ دوکان پر رکھنا اور پینا بالکل گناہ ہے بلکہ شرک ہے اسلیئے ایسے حقہ کو فوراً توڑ دو تاکہ تمہارے دوکانوں اور کسبوں میں برکت ہووے احمدی جماعت کے لوگو! بغیر کسی بیماری کے حقہ یا سگرٹ یا افیم پینے والو آجتک کیسے اور عرض ہے کہ قرآن شریف یا حدیث یا حضرت اقدس کی کتابوں سے نکالکر مجھکو بتاؤ کہ کس جگہ یہ چیزیں یعنے حقہ یا سگرٹ یا افیم جائز ہیں اور بیماری وہ ہو کہ جسکو ڈاکٹر یا حکیم اجازت دیں کہ حقہ پیو اور اگر نہ بتاؤ گے تو یاد رکھو کہ بے پرواہی کرتے ہو کچھ خوف کرو۔ سلام دعا۔ اے میرے پیارے قادر خدا تو ہر شئی پر قادر ہے تو کل لوگوں کے دلوں میں ایک نیک جوش عطا کر اور ان بُری لغو چیزوں کو چھوڑ کر اس بد رسم کو دور کر آمین ثم آمین ہم تو اپنا فرض اے دوستو کر چکے ادا اب اگر اب بھی نہ سمجھو تو سمجھیگا خدا

(محمد حسن احمدی دفتری میگزین)

اِسلامی دُنیا

(ترجمہ کردہ پیسہ اخبار)

افواج متعینہ حجاز:- افواج متعینہ حجاز کو آئینی اور جنگی فوج بنانے کے لئے دو قابل افسر عبدالرحمن بک و عبدالرزاق بک کمانڈر قواعد و استعمال اسلحہ کی مشق اور چاندماری کرانے پر مامور ہوئے ہیں۔ (الحجاز)

محافظ مدینہ:- سعادۃ ہجری پاشا جو حال میں محافظ مدینہ مقرر ہوئے ہیں۔ اپنے فرض منصبی ادا کرنے کے لئے حاضر ہو گئے۔ (رر)

ممیز الحسابات:- حضرت بسیم آفندی اگزامنر آف ایکاونٹ (ممیز حسابات) پچھلے دنوں اپنے مقرر شدہ منصب پر بمقام مکہ مکرمہ پہنچ گئے اور کام شروع کر دیا (رر)

جدہ میں طاعون: جدہ میں طاعون کا ایک کیس ہوا۔ مگر محکمہ حفظان صحت کی مساعی جمیلہ سے شکر ہے۔ کہ یہ مرض زیادہ پھیلنے نہیں پایا۔ (رر)

حجاز میں پانی کی قلت:- حجاز میں پانی کی قلت سے تنگ آکر جدہ کے چند اہل ہمت محب وطن لوگوں نے ایک کمیٹی قائم کی ہے۔ جس کی غرض یہ ہے کہ نواح حجاز میں کوئیں تلاش کرے۔ تاکہ اہل وطن پیاس کی مصیبتوں سے نجات پائیں۔ اور وہ کوشش کر رہے ہیں۔ کہ یہ کمیٹی ایک وطنی کمپنی بن جائے۔ ایک نہائت قابل تجربہ کار انجینر بھی بلایا گیا ہے۔ جب جدہ میں امیر حجاز کو اس کمیٹی کی خبر ہوئی۔ تو نہائت خوشی ظاہر کی۔ اور گراں قدر عطیہ سے اس کی امداد فرمائی (رر)

اسلحہ جدیدہ:- حجاز میں ابتک عثمانی فوج ہنری مارٹینی قسم کی بندوقوں سے مسلح ہے۔ اب تجویز ہے۔ کہ اس قسم کی بندوقوں کے بجائے نئی قسم کی بندوقوں سے بالفعل ایک دستہ رجمنٹ مسلح کیا جائے۔ اور پولیس کے پاس جو متبذل پرانی وضع کی بندوقیں تھیں۔ اُن کے بجائے ہنری مارٹینی بندوقیں دی جائیں۔ (رر)

نیم حکیم:- مکہ معظمہ میں حریت کی روشنی پھیلنے سے پہلے قدامت پسندی کے تاریک ایام سے نیم حکیموں کی تعداد روز افزوں ترقی کرتی رہی ہے۔ جن کے تختہ مشق رہ کر بہت سے بیمار قبل از وقت عدم آباد کو سدھارتے رہے ہیں۔ ان دشمن انسان حشرات الارض میں زیادہ تعداد ہندی حکیموں کی ہے۔ جو اصناف خلق اللہ کو اپنا یہ عجیب و غریب دماغی فیضان پہنچانے کے لئے اپنا جنم بھوم چھوڑ کر اطراف ارض کی طرف نکل کھڑے ہوئے ہیں۔ یہ لوگ ایسی مجہول الترکیب ادویات سے بیماروں کا ناک میں دم کرتے ہیں۔ کہ الامان۔ اب قدامت کی تاریکی جانے لگی ہے اور حریت و تعلیم کی روشنی پھیلنے لگی ہے۔ ان لوگوں کو بھی اپنا رویہ بدلنا چاہئیے۔ (رر)

جدید بندوقیں:- باب عالی نے جرمنی کے کارخانوں کو ۳۰ کروڑ گولی نئے فیشن کی بندوقوں کے لئے بنا دینے کا آرڈر بھیجا ہے۔ (رر)

گرفتاری: حکومت عثمانیہ نے ۳ بلغاریوں کو ایک رومی کو نواح مناسر میں قتل کرنے کے جرم میں گرفتار کیا ہے (رر)

قتل:- کازرون (ایران) میں خواجہ ابراہیم نامی شریر شخص کو جس کے باعث بہت سے بیگناہ لقمۂ تیغ ہو چکے ہیں۔ حاجی محمد کریم خان ترک نے اس کے ایک نوکر سے قتل کرا دیا (چہرہ نما)

بندر لنگہ:- بندر لنگہ میں جو سواحل ایران میں ایک مقام ہے۔ فساد کی آگ مشتعل ہے۔ مشائخ و سردار اقوام خانہ جنگی میں مشغول ہیں۔ حمادی گروہ نے عبیدی طائفہ کے گھر لوٹ لئے۔ اور ان کو تباہ و خستہ حال کر دیا۔ (رر)

حب الوطنی:- یونان کے ایک دولتمند موسیو ذاخاروف نامی نے حکومت یونان کے سفارت خانوں کے لئے پیرس۔ لندن۔ پیٹرسبرگ۔ برلن۔ قسطنطنیہ میں جگہ خریدنے کے لئے روپیہ دینے کا وعدہ کیا ہے۔ جس کا تخمینہ ۷ ملین فرنک کیا گیا ہے۔ گورنمنٹ یونان اس کی حب الوطنی کی نہائت شکریہ کی نگاہ سے دیکھتی ہے کہتے کہ یہ شخص ایک سو ملین یعنے دس کروڑ فرنک کا مالک ہے۔ (لسان الحال)

مسجد خیف:- مکہ میں مقام منا کے پاس ایک قدیمی مسجد قرون اولیٰ کی یادگار ابتک موجود ہے۔ جس میں سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مصلےٰ ہے۔ ایک ملکی نامہ نگار اس کے متعلق افسوس ظاہر کر کے لکھتا ہے۔ کہ اہل ملک نے آجکل اس مقدس و متبرک مقام کو نہائت کس مپرسی اور ناگفتہ بہ حالت میں چھوڑ رکھا ہے۔ ایام حج میں ہندی اور مغربی حاجی جو بظاہر شعائر اسلام کی عزت کرنے۔ فرائض دینی بجا لانے۔ مقامات مقدسہ سے برکت حاصل کرنے کے لئے اپنے اہل و وطن کو چھوڑ کر سمندر اور جنگل قطع کر کے یہاں آتے ہیں۔ خود ان کے ہاتھوں اس متبرک ترین مقام کی سخت بے حرمتی وقوع میں آتی ہے۔ وہ ان دنوں اس مسجد کے وسیع صحن میں اپنے خیمے نصب کر لیتے ہیں۔ اور اس میں ضروریات انسانی اور حوائج بشری اس بے پروائی سے پوری کرتے ہیں۔ جیسے ایک حیوانات کے باڑے میں یا کسی کوڑے کرکٹ کے مقام میں جا بجا کوڑا کرکٹ ہڈیاں ڈال دیتے ہیں۔ نہاتے دھوتے ہیں۔ اور پیشاب پاخانے سے بھی نہیں بچتے۔ نامہ نگار مذکور عامہ عباد کو تنبیہ کرتا ہے۔ کہ جن مقامات مقدسہ کی تعظیم و زیارت کے لئے تم اتنے مصائب برداشت کر کے یہاں آتے ہو۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے پس اس کی تعظیم سب پر واجب ہے (رر)

نہائت خوشی کی بات ہے۔ کہ ساحل جدہ پر ایک مقام قرہ قول نام مدت سے شکستہ و غیر آباد پڑا ہوا تھا۔ اس کی تعمیر کا بیڑہ قائمقام والی جدہ و کمانڈر نے اُٹھایا۔ مگر موجودہ زر مصارف کے کافی نہ ہونے یہ کام ابھی معرض التوا میں تھا۔ کہ انجمن تعاون خیریہ نے اس کار خیر میں ان کا ہاتھ بٹانے پر کمر باندھی اور چند روز میں یہ کام بخیر و خوبی انجام کو پہنچا دیا (رر)

سفر حج:- حضرت عبدالرحمن بک بھی جو انجمن اتحاد و ترقی کے بڑے سرگرم ممبروں میں سے اور نوجوان ترکوں میں سے ایک فرد فرید ہیں۔ ادائے فریضہ حج کی نیت سے مکہ شریف میں پہنچے (رر)

مختصر نوٹ

تقریروں کا مجموعہ

جیسا کہ اطلاع دی گئی تھی۔ کہ ۲۸۔ جنوری اور ۷ فروری کے الحکم کے بجائے تقریروں کا مجموعہ شائع کر دیا جاوے۔ اس رسالے کو چھوڑ کر اخبار اپنے وقت پر شائع ہوتا ہے۔ احباب کے مشورہ اور اصرار سے تقریروں کا مجموعہ الگ شائع کرنا ہی مناسب سمجھا گیا۔ جو تھوڑی سی قیمت پر مل سکیگا۔

ترجمۃ القرآن

ترجمۃ القرآن کے دو اکٹھے پارے شائع ہوا کریں گے۔ اب ۲۷ اور ۲۸ شائع ہوں گے۔ انشاء اللہ العزیز۔ احباب کو اس کی کثرت اشاعت کی طرف توجہ کرنی چاہیئے ؛

یہ آثار اچھے ہیں

آجکل ایک بحث ہندوؤں اور سکھوں میں ہو رہی ہے۔ سکھوں کے بعض آزاد خیال نوجوان اس امر پر زور دے رہے ہیں۔ سکھ ہندو نہیں۔ اور بالمقابل ثابت کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ کہ سکھ ہندو ہیں۔ میری سمجھ میں یہ آثار اچھے ہیں اور اس سے بہترین نتائج کی توقع کی جا سکتی ہے۔ سکھ ازم اگر حضرت باوا نانک صاحب علیہ الرحمۃ کی تعلیم اور تلقین کا نام ہے۔ تو اس کا نام ہندو مت رکھنا سخت غلطی ہے۔ اور سکھوں کو ہندو قرار دینا صحیح نہیں۔ اور اگر وہ کسی اور تعلیم کے پیرو کار ہیں۔ تو انہیں ہندو کہو۔ سکھوں کو چاہیئے کہ وہ اس بحث کو ایک ہی دفعہ ختم کر دیں۔ وہ گرنتھ صاحب کی تعلیم کو اپنا دستور العمل بنائیں۔ اور حضرت باوا صاحب کے اسوہ کو اپنے لئے نمونہ ٹھہرائیں۔ اگر سکھ ازم کے حامی اس اصل کو تسلیم کر لیں۔ تو میں یقین کرتا ہوں۔ کہ وہ نہائت صاف دلی کے ساتھ اپنے آپ کو مسلمانوں کے بہت قریب پائیں گے۔ اور اس طرح پر ان دونوں قوموں میں اتحاد و یگانگت پیدا ہونے لگے گی۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔

بے شک خطاب ملنا چاہیئے

معزز ہمعصر زمیندار نے سال نو کے خطابات پر ریویو کرتے ہوئے چند ایسے بزرگوں کو پیش کیا ہے۔ جو اس بات کا استحقاق جائز رکھتے ہیں۔ کہ سر لوئیس ڈین کی گورنمنٹ ملک معظم کی سالگرہ پر ان کے حقوق اور خدمات کو نظر انداز نہ فرمائے۔ ان میں سے ایک مرزا سلطان احمد صاحب افسر مال جالندھر کا نام بھی پیش کیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ

"مرزا صاحب کا خاندان قادیان ضلع گورداسپور میں نہایت مشہور اور ممتاز ہے۔ آپ کے جد امجد مرزا غلام مرتضیٰ خان صاحب مرحوم نے مفسدہ ۱۸۵۷ء میں ایک دستہ فوج سے گورنمنٹ کو امداد دی تھی۔ آپ کے والد بزرگوار مرزا غلام احمد خان صاحب باوجود ادعائے امامت زمان اور باوصف شدت اتقائے مذہبی گورنمنٹ انگریزی کے جاں نثار اور وفادار رہے۔ اور مذہبی مواعظ اور نصائح کے ساتھ ساتھ اپنے پیروؤں کو گورنمنٹ کی وفاداری اور ہوا خواہی کی تعلیم دیتے رہے۔ مرزا سلطان احمد خود ایک پرانے اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر اور تجربہ کار افسر مال ہیں۔ مگر سب سے زیادہ خوبی جو ہماری رائے میں انہیں خاص امتیاز اور مستحق قرار دیتی ہے۔ وہ ہمدردی ہے۔ جو آپ کو رعایائے گورنمنٹ کے ساتھ اور بالخصوص زمینداروں کے ساتھ ہے۔ آپ زمیندارہ بنکوں کے دلی حامی ہیں۔ اور جہاں جہاں رہے ہیں۔ زمیندارہ بنکوں کے کھولنے اور ترقی دینے میں خاص سرگرمی دکھاتے اور دلچسپی لیتے رہے ہیں۔ مرزا صاحب رعایائے گورنمنٹ کی ہمدردی کا مجسم نمونہ ہیں۔ اور ہماری رائے میں جو شخص رعایا کا ہمدرد ہے۔ وہ گورنمنٹ کا بطریق اولیٰ ہمدرد ہے۔ پس حیرت کا مقام ہے۔ کہ ایسے ہوا خواہ اور کارگزار افسر کے حقوق کو عطیہ خطابات کے وقت یاد میں نہ لایا جائے"

معزز ہمعصر زمیندار نے جو کچھ لکھا ہے۔ میں اس سے بالکل متفق ہوں۔ یہ خاندان ہمیشہ گورنمنٹ انگلشیہ کا خاص طور پر وفادار رہا ہے۔ اور حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ السلام نے تو ایسی خدمت کی ہے۔ کہ جس کی نظیر نہیں ملتی۔ کہ ہمیشہ کے لئے مسلمانوں کے دل سے خونی مہدی اور خونی مسیح کا خیال ہی دور کر دیا۔ جس جس طرح پر آپ نے تاج برطانیہ کی وفاداری کا سبق دیا ہے۔ اُس کے بیان کے لئے بہت کچھ لکھنے کی ضرورت ہے۔ اور یہ سب کچھ کئی سو صفحوں میں لکھا گیا ہے۔ بہرحال مرزا سلطان احمد صاحب کیا بلحاظ اپنی خدمات اور قابلیت کے اور کیا بلحاظ خاندانی امتیاز اور خدمات کے اس قابل ہیں۔ کہ گورنمنٹ ان کو آئندہ سالگرہ کی تقریب پر نظر انداز نہ کرے۔

شہنشاہ اورنگزیب کا روزانہ کام

انڈین ریویو لکھتا ہے کہ شہنشاہ اورنگزیب عالمگیر نے روزانہ صبح سے رات تک اپنے اوقات اس طرح تقسیم کئے تھے :-

۵ بجے صبح اُٹھ کر نماز پڑھتے اور تلاوت قرآن مجید ۷ بجکر بیس منٹ تک فرماتے۔ پھر دیوان خاص میں مقدمات کا فیصلہ کرتے۔ اس میں ڈھائی گھنٹے صرف ہوتے تھے۔

۸ بجے فوج کا معائنہ اور شیروں ہاتھیوں کی لڑائی دیکھتے۔

۹ بجے کے بعد دربار عام ہوتا تھا۔

۱۰ بجے کے بعد خاص خاص اصحاب سے ملاقات کرتے تھے۔

۱۲ بجے حرم سرا میں داخل ہوتے اور ۲ بجے نماز ظہر ادا کرتے۔

۲½ بجے دیوان خاص میں آتے تھے۔ عصر کی نماز کے بعد پولیٹکل معاملات میں وزیر اعظم سے مشورہ ہوتا تھا۔

۵ بجکر ۳۰ منٹ پر دیوان خاص میں سلامی ہوتی تھی۔

۷ بجکر ۴۰ منٹ پر عدالت برخاست ہو جاتی تھی۔ اور عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد ۳۰ منٹ تک عالم تنہائی میں رہتے تھے۔ اس کے بعد ۹ بجے حرم سرا میں چلے جاتے تھے"

یہ مضمون راجپوت گزٹ اور سماج کے ایک آدھ اور اخبار نے بھی نقل کیا ہے۔ باوجودیکہ اس میں ۲ من روزانہ زنار اُتارنے کا وقت درج نہیں۔ سماجی اخبارات اس کے لئے بھی کوئی وقت تصنیف کر دیں۔ ؎ قسم

سید محمود

قومی توجہ کے لایق

قومی ضرورت پر

ایک ضروری مضمون

تمہید ملک ہند میں سینکڑوں مدارس تعلیم انگریزی اور تعلیم دینی کے موجود ہیں - اور اب بھی قائم ہو رہے ہیں - ایسے وقت میں ہماری قوم میں بھی ایک خالص دینی مدرسہ کے قائم کئے جانے کی تحریک ہو رہی ہے - مگر باوجود ایک عرصہ دراز گذر جانے کے اب تک کوئی امر طے نہیں ہوا خیال کیا جاتا تھا - کہ سالانہ جلسہ کی تقریب پر کانفرنس احمدیہ میں پیش ہو کر یہ مسئلہ حل ہو جائیگا - مگر افسوس کہ موقع گزر گیا اور باوجود خاطر خواہ بحث و مباحثہ کے کوئی خاطر خواہ نتیجہ برآمد نہ ہوا -

خالص دینی مدرسہ کا سوال میرے خیال میں اس وقت تک اس امر کے تصفیہ نہ پانے کی کچھ تو یہ وجہ ہے کہ ہماری قوم کے بزرگوں نے اس مدرسہ کی نسبت کھول کر نہیں لکھا - اور کچھ یہ ہے کہ افراد قوم گہری دلچسپی سے خود اس قسم کے دینی مدرسہ کی ضرورت پر پورے طور پر غور نہیں فرماتے - گو ہماری صدر انجمن میں بفضلہ اچھے اور لائق لوگ شامل ہیں مگر اس خیال پر کہ آخر ممبران صدر انجمن احمدیہ بشر ہیں - نہیں میں نے بھی چاہا - کہ اپنی ناچیز رائے کو پیش کروں - جو اس بنا پر کہ مدرسہ دینیہ کے بعض حامیوں کی طرف سے اگر کچھ عرض کیا گیا ہے - تو اس کو محض شخصی رائے تصور کر کے اس پر پوری توجہ نہیں فرمائی گئی - میں نے مناسب سمجھا کہ اپنی یادداشت قوم کے سامنے رکھدوں - امید کہ قوم کے لوگ اس تحریر کو توجہ سے پڑھکر کسی عمدہ نتیجہ پر پہنچنے کی کوشش کرینگے تاکہ مجموعی خیالات کا اندازہ ہو کر اس مسئلہ کا تصفیہ ہو سکے -

سب سے مقدم اور غور طلب بات پہلی بات جو مقدم اور سوچنے کے لائق ہے - وہ یہ ہے کہ آیا ہماری قوم کو جس کو آخرین منہم ہونے کا دعویٰ ہے اور مسیح موعود کی جماعت کہلاتی ہے - اور جس میں اس وقت بھی ایک خلیفہ موجود ہے - کسی خالص دینی مدرسہ کی فی الواقع ضرورت بھی ہے یا نہیں ؟ اور اگر ضرورت ہے تو کیا کسی طرح نظر انداز ہو سکتی ہے یا بہرحال خواہ کچھ ہو اس کے قائم کرنے کے بغیر قوم کو چارہ نہیں ؟

ہماری قوم کو کسی قسم کے دنیوی اغراض کے لئے تو کسی دینیہ مدرسہ کے قائم کرنے کی ہرگز ضرورت نہیں - اگر کوئی چیز اس کے بنائے جانے کے لئے محرک ہو سکتی ہے - تو وہ محض حضرت امام کے پاک مقاصد کی تکمیل کا خیال ہے -

دینی مدرسہ کی محرک کونسی چیز ہو سکتی ہے آپ کے اغراض میں پہلی آرزو یہ تھی - آ - کہ دین اسلام پر مذاہب باطلہ کے جو غلط اور جھوٹے الزام تھے - اور جو اعتراضات غیر قومیں اس وقت کرتی ہیں - ان سے اسلام کا تبریہ ہو - اور ان سب پر دین اسلام کی بے عیبی ثابت ہو -

۲ - دوسری آرزو ہمارے امام کی کیا تھی ؟ دُنیا کو اس ایک راہ سے مطلع کرنا جس پر اس سلسلہ احمدیہ کی بناء ہے - اور اُن قوموں کو جو انبیاء سابقین کی پیشگوئیوں کے مطابق ایک منتظر کے لئے چشم براہ تھیں - اس کی طرف دعوت -

۳ - تیسری تمنا یہ تھی - کہ غیر مذاہب پر اتمام حجۃ ہو - اور ان کو اسلام کی پاک برکتوں سے آگاہ کیا جاوے - اور ایسی کامل تبلیغ ہو - کہ تمام اقطاع عالم میں نور اسلام چمکے - اور کوئی بقعۂ ارض ایسا نہ ہو - کہ جہاں یہ روشنی نہ پہنچے -

امام کا مدعا حضرت مرزا صاحب نے خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو کر ایسے وقت میں کہ مسلمانوں کے اندر سے ایسے پاک اغراض کی اشاعت اور حمیت اُٹھ گئی - اس ارادہ کے ماتحت بڑی کوشش کی جو کہ اتنے بڑے اہم اغراض کا ایک انسان کے ہاتھ سے اس کی زندگی میں انجام پانا ناممکن ہے - اس لئے حضور نے دعا - عقد ہمت - توجہ - محنت - پاک تعلیم اور تزکیہ سے کئی لاکھ انسان کی جماعت کو اپنے اغراض میں شریک کیا مدعا یہ تھا کہ اس کثیر جماعت سے ایسے لوگ پیدا ہوں - جو ان پاک اغراض کے پورا کرنے میں میرے ناصر اور میرے بعد میرے خلف ہوں -

قوم کو کیا کرنا لازم ہے ؟ اس وقت جبکہ ہمارا ہادی ہم سے جُدا ہو چکا ہے - دیکھنا یہ ہے - کہ اُن پاک ارادوں کی اشاعت کہاں تک ہو چکی ہے - اور کس قدر باقی ہے ؟ کیا دُنیا کے تمام حصّوں اور مختلف ممالک کے باشندوں اور تمام مخالف مذہبوں کے روبرو اسلام کا تبریہ اور اس کا بے عیب ہونا ظاہر ہو چکا ہے ؟ اور کیا تمام جھوٹے مذہبوں کے پابندوں اور مقلدوں کو اُن کے اعتراضات اور نکتہ چینیوں کے جوابات کافی طور پر سُنائے جا چکے ہیں - اور کیا اس پاک سلسلہ کا خاص پیغام سُنا کر اُن پر اتمام حجۃ ہو چکا ہے ؟ اور کیا سچے اسلام کی برکتوں سے لوگوں کو آگاہ کیا جا چکا ہے ؟

اگر مجھ سے پوچھا جاوے - تو میں عرض کرونگا - کہ گو ان اغراض کی تخم ریزی ہو چکی ہے - مگر ساتھ ہی یہ بھی کہونگا کہ ان کی کامل اشاعت اور دیگر ممالک میں تو کیا اس ہندوستان اور پنجاب میں بھی پورے طور پر نہیں ہوئی -

پھر ایسی حالت میں اس حُسن ظن اور پاک منشاء کے لحاظ سے جو اس جماعت کے تیار کرنے میں ہمارے پیشوا کو مد نظر تھا - ہمارا کیا فرض ہے اور ہماری جماعت کو کیا کرنا چاہئیے اس کا صاف جواب یہ ہے - کہ اگر اس جماعت کا پختہ ایمان ہے - اور وہ دل سے یقین کرتے ہیں - کہ حضرت مرزا صاحب اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور تھے - اور جو کچھ آپ نے ہم پر ظاہر کیا وہ اس خداوند کا خاص منشاء ہے - تو یہ اُن کے

چ ۱۰ - جون ۱۹۰۶ء کے بدر کالم ۲ و ۳ میں حضرت کے کلمات میں مندرج ہے وہ بہت ہندوستان ہمارے دعاوی سے ایسا بیخبر پڑا ہے کہ گویا کسی کو خبر بھی نہیں ہے سر دست یہ مدرسہ یا کالج وغیرہ بنانا اوّل سلسلہ کی مضبوطی پر موقوف ہے - اوّل چاہئے کہ سلسلہ میں ایسے لوگ ہوں - جو سلسلہ کی ضروریات کی مدد کرنے والے ہوں جب سلسلہ کی ضروریات ہی پوری نہیں ہوتیں تو اور کاموں میں توجہ کرنی بھی بیفائدہ ہے - اگر کچھ ایسے لائق اور قابل آدمی سلسلہ کی ضروریات کے واسطے نکل جاویں جو فقط لوگوں کو اس سلسلہ کی خبر ہی پہنچاویں - تو بھی بہت بڑے فائدہ کی توقع ہے ـــ ابھی ایسے لمبے لمبے سفروں کی چنداں ضرورت نہیں - کہ ممالک یورپ اور امریکہ میں جاویں - بلکہ ابھی تو خود ہندوستان ہی اس بات کا ازبس محتاج ہے ؎ تو کارِ زمین را نکو ساختی - کہ با آسمان نیز پرداختی - منہ